ماہنامہ نصرۃ العلوم،نومبر ۲۰۲۲ء

[جلد ۲۷،شمارہ ۱۱]

::: فہرست :::

عنوانات	رشحات قلم	صفحہ
۱۔ حالات وواقعات	مولانا زاہد الراشدی	۲
۲۔ مسلمان اور کافر کے نکاح اور کھانے میں فرق	مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ	۵
۳۔ شوقِ مطالعہ	مولانا محمد فیاض خان سواتی	۱۴
۴۔ امن اور معیشت: سیرت نبویؐ کی روشنی میں	مولانا زاہد الراشدی	۲۱
۵۔ زنا کاری کے اسباب،نقصانات اور تدارک	مولانا محمد فیاض خان سواتی	۳۲
۶۔ قیدیوں کے حقوق و مراعات اور اسلامی نقطۂ نظر	مولانا محمد طارق نعمان گڑنگی	۴۲
۷۔ قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھنے کی شرعی حیثیت (۳)	مولانا قاری سعید احمد	۴۸
۸۔ نبی الرحمتؐ بحیثیت محسن انسانیت	محمد واجد معاویہ	۵۴
۹۔ تعلیم میں سختی اور نرمی کی ضرورت	مولانا سید سلیمان ندویؒ	۵۸

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حالات وواقعات --- s --- مولانا زاہدالراشدی
شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم

قومی خلفشار کے اسباب کا جائزہ لینے کی ضرورت

۲۷ اکتوبر ۲۰۲۲ء کو بعد نماز عشاء مسلم کالونی چناب نگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے دوران امیر مرکزیہ حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی دامت برکاتہم کی زیر صدارت منعقدہ چھٹی نشست میں معروضات پیش کرنے کا موقع ملا، ان کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے۔

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ ملک اس وقت سنگین خلفشار سے دوچار ہے، باہمی خلفشار، بے اعتمادی اور افراتفری نے ہر شہری کو پریشان کر رکھا ہے، اس حوالے سے چند گزارشات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ احد کے موقع پر پریشان کن صورتحال کا سامنا کرنا پڑا تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے۔ جنگ کے ابتدائی مراحل میں مسلمانوں کی فتح اور پیش قدمی کے حالات پیدا ہو گئے تھے مگر اچانک پانسہ پلٹ گیا اور وقتی پسپائی کے ساتھ بہت نقصان کا سامنا کرنا پڑا، مسلمان لشکر کچھ دیر کے لیے تتر بتر ہو گیا، افراتفری میں ستر صحابہ کرام شہید اور خود نبی کریمؐ زخمی ہو گئے۔ حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید ہونے کی خبر بھی پھیل گئی، قرآن کریم نے اس کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ’’قلتم انّٰی ھذا، قل ھو من عند انفسکم‘‘ تم پوچھتے ہو کہ یہ کہاں سے ہوا، اے پیغمبر! ان سے کہہ دیجیے کہ یہ سب تمہاری اپنی کوتاہیوں کا نتیجہ ہے۔

اس کی تفصیلات میں جانے کی بجائے صرف یہ عرض کروں گا کہ کسی معاملہ میں نقصان یا ناکامی کا سامنا کرنا پڑے تو اس کے اسباب پہلے خود اپنے ہاں تلاش کرنے چاہئیں کہ یہ ہماری کس کوتاہی کا نتیجہ ہے اور پھر اس کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، یہ قرآن کریم کا حکم ہے اور اصلاحِ احوال کا صحیح راستہ ہے۔

اس وقت ہم قومی سطح پر جن مسائل سے دوچار ہیں ان میں دستور کی بالادستی، قومی خودمختاری، معیشت پر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بیرونی نگرانی، اور قانون سازی میں بیرونی دخل اندازی وہ اہم معاملات ہیں جن کی وجہ سے ہمیں اس سنگین صورتحال کا سامنا ہے اور ان کے اسباب وعوامل کا تجزیہ ہمیں اپنے قومی کردار اور اب تک کی کارکردگی کی روشنی میں کرنا ہوگا، اس کے بغیر ہم اس دلدل سے نہیں نکل سکیں گے، ان میں سے دو تین مراحل کا ذکر کرنا چاہوں گا جن کا تفصیل کے ساتھ جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

ہمیں اس وقت قومی معاملات میں مسلسل امریکی مداخلت کی شکایت ہے جس سے آزادی کے لیے نعرے لگ رہے ہیں اور اس کے راستے تلاش کیے جا رہے ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد ہماری خارجہ پالیسی کو امریکی کیمپ میں لے جانے کی بات کی جائے تو اس کی ذمہ داری ملک کے پہلے وزیر خارجہ چودھری ظفر اللہ خان پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے اپنی پالیسیوں کے ذریعے پوری قوم کو امریکہ کی جھولی میں ڈال دیا۔ چنانچہ جب تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دوران دینی حلقوں نے وزارت خارجہ سے ظفر اللہ خان کی برطرفی کا مطالبہ کیا تو ذمہ دار حلقوں کی طرف سے واضح طور پر کہا گیا کہ اس سے امریکہ ناراض ہو جائے گا۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی کو امریکی مفادات کے دائرے میں جکڑنے کا آغاز کہاں سے ہوا تھا۔ ہمارے دانشوروں اور جامعات کو اس موضوع پر کام کرنا چاہیے کہ پاکستان کو امریکی کیمپ میں کیسے لے جایا گیا تھا اور اس کے اسباب کیا تھے اور کردار کون کون سے تھے۔

اس حوالے سے دوسری بات یہ عرض کروں گا کہ امریکیوں کو یہ پیغام ہمارے سابق صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم نے سب سے پہلے دیا تھا کہ ہمیں دوستوں کی ضرورت ہے آقاؤں کی نہیں۔ امریکی کانگریس میں صدر محمد ایوب خان کا خطاب اور ''فرینڈز ناٹ ماسٹرز'' کے عنوان سے ان کی کتاب ریکارڈ پر موجود ہے۔ مگر ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم امریکیوں کے سامنے یہ دوٹوک بات کہہ دینے کے بعد بھی اسی ٹریک پر مسلسل کیوں چلے آ رہے ہیں اور امریکہ کے ساتھ دوستی کو ''آقائی'' کے حصار سے نکالنے میں کوئی کردار کیوں ادا نہیں کر پائے؟ قرآن کریم کے ارشاد ''قل ھو من عند انفسکم'' کے تحت اس کا جائزہ خود ہمیں لینا ہوگا اور یہ ہماری ذمہ داری ہے۔

تیسری بات یہ کہ ہماری قومی معیشت کے بیرونی نگرانی بلکہ کنٹرول میں چلے جانے کے اسباب کا جائزہ لینا بھی ضروری ہو گیا ہے۔ اس کے ایک مرحلہ کی طرف اشارہ کروں گا کہ جب پاکستان کی تقسیم کی راہ ہموار کی جا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

رہی تھی، مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنانے کا عمل جاری تھا، اور اس کے بڑے اسباب میں مبینہ طور پر معاشی عدمِ توازن کا تذکرہ زیادہ تر ہوتا تھا، اس وقت قومی اقتصادی کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین مرزا مظفر احمد (ایم ایم احمد) تھے جو مرزا غلام احمد قادیانی کے پوتے ہیں۔ مشرقی پاکستان سے تعلق رکھنے والے قومی اسمبلی کے چند ارکان نے مولوی فرید احمد مرحوم کی قیادت میں باقاعدہ پریس کانفرنس کر کے کہا تھا کہ ملک کے دونوں حصوں کے درمیان معاشی عدمِ توازن اور غلط فہمیاں پھیلانے والے مرزا مظفر احمد ہیں انہیں اس منصب سے برطرف کیا جائے، مگر ایم ایم احمد کی برطرفی کی بجائے ملک کی تقسیم کو گوارا کر لیا گیا۔ یہ بھی ریسرچ کا ایک اہم موضوع ہے جس کا جائزہ لے کر ہم اپنی موجودہ زبوں حالی کے اسباب کا تعین کر سکتے ہیں۔

ایک بات یہ بھی شامل کر لیں کہ ہم قومی قانون سازی میں بیرونی اداروں کی ڈکٹیشن پر چل رہے ہیں۔ اوقاف ایکٹ، گھریلو تشدد کی روک تھام کا قانون، اسٹیٹ بینک پر بیرونی نگرانی کا قانون، اور ٹرانسجینڈر ایکٹ کے ذریعے خاندانی نظام اور معاشرتی نظم کو سبوتاژ کرنے کا قانون اس صورتحال میں اس کا نمایاں مظہر ہیں۔

اپنی پریشانیوں، ناکامیوں اور نقصانات کے اسباب کا خود جائزہ لینا اور ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کرنا فطری بات بھی ہے اور قرآن کریم کا ہمارے لیے حکم بھی ہے۔ جس کی طرف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس فورم کے ذریعے قوم کے تمام طبقات، اداروں اور حلقوں کو توجہ دلاتے ہوئے آخر میں اپنے اس خدشے اور قلبی اضطراب کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ موجودہ قومی خلفشار کے پیچھے مجھے وہ ملکی اور بیرونی عناصر بھی متحرک دکھائی دے رہے ہیں جو پاکستان کے دستور کے خلاف ایک عرصہ سے سرگرم عمل ہیں اور جن کا ایجنڈا دستور پاکستان کو غیر مؤثر بنا کر ملک کو سیکولر ریاست کی حیثیت دینا ہے۔ ملک کے تمام اداروں، طبقات، سیاسی جماعتوں اور دینی حلقوں کو اس پر کڑی نظر رکھنی چاہیے اور خاص طور پر تمام ریاستی اداروں کو دستور کی بالادستی اور عملداری میں اپنا کردار صحیح طور پر سرانجام دینا چاہیے ورنہ خدانخواستہ ہم غفلت اور بے پروائی کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کی تلافی نہیں کر پائیں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق سے نوازیں، وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

......☆......☆......☆......☆......

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

خطبہ جمعۃ المبارک (غیر مطبوعہ) --- s --- مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ
بانی جامعہ نصرۃ العلوم

مسلمان اور کافر کے نکاح اور کھانے میں فرق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی،اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ، ذَرْھُمْ یَاْکُلُوْا وَیَتَمَتَّعُوْا وَیُلْھِھِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ o (الحجر۔۲،۳)

محترم حاضرین وبرادرانِ اسلام وخواتین محترمات!

ربطِ مضمون

میں نے گزشتہ جمعہ کے موقع پر سورۃ الحجر کی ابتدائی تین آیات تلاوت کر کے قرض کی ادائیگی کے بارے میں کچھ معروضات پیش کی تھیں اور شادی بیاہ کی رسومات کی قباحتیں بھی بیان کی تھیں، آج کی بات بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے، میں نے عرض کیا تھا کہ نکاح کرنا حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے، اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ انسانوں اور جانوروں کے درمیان نکاح ہی امتیاز کا باعث ہوتا ہے، یہ انسان کی شرافت اور عظمت کی دلیل ہے اور نسل انسانی کی بقا کا ضامن بھی، نکاح کے ذریعے قائم ہونے والی نسل انسانی صحیح ہوتی ہے اور اللہ کے دین اور شریعت میں اُس کا حق تسلیم کیا جاتا ہے، نکاح کے بغیر قائم ہونے والی نسل شریعت کے اصول کے مطابق عزت واحترام اور حقوق سے محروم ہوتی ہے، آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہمیشہ سنتے رہتے ہیں النکاح من سنتی یعنی نکاح کرنا میری سنت ہے، دوسری روایت میں آتا ہے النکاح سنتی وسنۃ الانبیاء ومن رغب عن سنتی فلیس منی ،یعنی نکاح کرنا میری اور تمام انبیاء کی سنت ہے اور جو کوئی میری سنت سے اعراض کرے، اُس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، حقیقت میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ایسا آدمی نہ انسان کہلانے کا مستحق ہے اور نہ وہ مسلمان ہے۔

اقوامِ عالم اور نکاح

دنیا میں بہت سی اقوام، فرقے اور منفرد لوگ نکاح کی پابندیوں کو غیر ضروری خیال کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ایک مرد اور ایک عورت کا تعلق آپس میں قائم رہنا چاہئے خواہ اس کی کوئی بھی صورت ہو تا کہ نسلِ انسانی آگے چلتی رہے، حقیقت میں یہ نظریہ اخلاق سے عاری اور نبیوں کے طریقہ کے خلاف ہے، ایک مرد اور ایک عورت کا تعلق کسی قانون کے ذریعے ہی ممکن ہے، ورنہ انسان اور جانور میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا، جانور تو ایسی کسی رسم اور قید کے پابند نہیں ہیں مگر انسان لازمی طور پر نکاح کے پابند ہیں خواہ اس کے لئے اپنے اپنے مذہب کے مطابق کوئی بھی طریقہ اختیار کیا جائے اور دنیا کے انسانوں کی غالب اکثریت اسی اصول کی قائل ہے، چنانچہ ہندو، پارسی، مجوسی، یہود و نصاریٰ سب اپنے اپنے طریقے کے مطابق نکاح کو ضروری سمجھتے ہیں، البتہ سول میرج کے نام پر ہونے والا نکاح حقیقت میں نکاح ہی نہیں ہوتا، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت جج کے سامنے بیان دے دیتے ہیں کہ ہمارا کسی مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے مگر ہم میاں بیوی کی حیثیت سے اکٹھا رہنا چاہتے ہیں، جج اپنی صوابدید کے مطابق ان کو اجازت دے دیتا ہے اور وہ بغیر کسی مذہبی نکاح کے اکٹھے رہنے لگتے ہیں، گویا سول میرج کے لیے مذہب کی نفی کرنا پڑتی ہے۔

نکاح کا اسلامی طریقہ

دیگر مذاہب کی طرح اسلام نے بھی نکاح کے قوانین وضع کئے ہیں جن کی پابندی مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے لازمی ہے، ایک غیر محرم مرد اور عورت آپس میں نکاح کے ذریعے منسلک ہو سکتے ہیں جبکہ محرمات کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا، نسل وہی معتبر شمار ہوتی ہے جو صحیح نکاح کے ذریعے قائم ہوتی ہے اور حقوق بھی اسی کو ملتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی چیز مطلوب ہے، جبکہ باقی ذرائع غلط ہیں، تو نکاح ایک اچھا اور سارے نبیوں کا قانون ہے، اس کو سادہ طریقے پر انجام دینے کا حکم ہے، اسلام اس میں زیادہ پابندیاں عائد نہیں کرتا کیونکہ ایسا کرنے سے مشکلات پیدا ہوتی ہیں، ایسی پابندیاں لوگوں کی خود ساختہ ہوتی ہیں اور کئی قسم کی مشکلات کا باعث بنتی ہیں۔

نکاح کے معاملہ میں اسلام تکلفات کو تسلیم نہیں کرتا، اس میں غیر ضروری رسوم داخل ہو کر نکاح کے سنت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

طریقہ کو مشکل بنا دیتی ہیں، نکاح ایک فطری امر ہے جو سنت طریقے کے مطابق نہایت سادگی اور آسانی کے ساتھ انجام دیا جا سکتا ہے، مگر اس موقع پر لہو ولعب کے لوازمات نے اس کو پیچیدہ اور مشکل بنا دیا ہے۔

ایبٹ آباد میں ہمارے ایک شاگرد کا مصطفائی بازار میں پریس تھا، مجھے ایبٹ آباد جانے کا اتفاق ہوا تو عصر کے وقت وہاں پریس بھی پہنچا تاکہ اپنے دیرینہ شاگرد سے بھی ملاقات ہو جائے، وہاں پہنچا تو انہوں نے رات وہیں ٹھہرنے کی پیش کش کی اور وہیں پریس میں رات بسر کرنے کا انتظام کر دیا، رات کے وقت اردگرد سے ڈھولکی کے بجنے کی آواز آنے لگی، میرے استفسار پر میرے میزبان نے بتلایا کہ ایک وکیل صاحب کی بچیوں کا نکاح ہے اور یہ ڈھولکی گذشتہ تین ماہ سے مسلسل اسی طرح بج رہی ہے اور نہ معلوم کب تک بجتی رہے گی، یہاں بھی اسی قسم کی خرافات پائی جاتی ہیں، شادی والے گھر ہفتوں پہلے عورتیں جمع ہو جاتی ہیں اور ڈھولکی کی تھاپ پر گیت اور لغویات بولتی رہتی ہیں اور اسے نکاح کی علامت سمجھا جاتا ہے، حقیقت میں یہ ایک فضول رسم ہے جس کا نکاح کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی یہ نکاح کے لئے ضروری ہے، نکاح کے موقع پر باجا گاجا اور کئی روز تک گھروں میں ادا کی جانے والی رسوم بالکل فضول ہیں، منگنی، مہندی اور تیل وغیرہ کی رسمیں باطل ہیں جن کا ذکر میں نے گزشتہ خطبہ کے موقع پر بھی کیا تھا، بعض رسمیں دراصل ٹھیک ہوتی ہیں مگر اُن میں باطل عناصر کی شمولیت انہیں خراب کر دیتی ہیں، اِن باطل رسوم کو جاری کرنے والے اعلیٰ طبقے کے لوگ ہوتے ہیں جو جاگیردار، سرمایہ دار، صنعتکار یا وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے ہاتھ میں قانون ہوتا ہے، پھر دوسرے نمبر پر فاسق فاجر لوگ ان کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں، تیسرے نمبر پر وہ سادہ لوح لوگ ہوتے ہیں جو دل سے تو ان رسموں کو برا جانتے ہیں مگر مجبوراً ان کے ساتھ شامل ہونا پڑتا ہے، رہا چوتھا درجہ تو وہ درویش منش لوگ ہوتے ہیں جو ان باطل رسوم پر غصہ تو کرتے ہیں مگر ان کی بات آگے نہیں چلتی لہٰذا وہ کچھ نہیں کر سکتے، گویا ان رسومات میں چار طبقات شامل ہوتے ہیں، دو طبقات اپنی خواہش سے شمولیت اختیار کرتے ہیں، ایک طبقہ بادلِ نخواستہ شامل ہوتا ہے اور چوتھا طبقہ آخر میں مجبور ہو کر آتا ہے جن کی بات کو کوئی وقعت نہیں دی جاتی، لہٰذا وہ دل ہی دل میں کڑھتے رہتے ہیں، اس طریقے سے جب صحیح کے ساتھ باطل مل جاتا ہے تو صحیح دب کر رہ جاتا ہے اور صرف باطل ہی باقی رہ جاتا ہے۔

میں نے عرض کیا تھا کہ اسلام میں تکلفات کی قطعاً گنجائش نہیں ہے، مگر ماحول ایسی صورت اختیار کر لیتا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے جس میں نکاح کا مطلب ہی تکلفات، رسوم کی ادائیگی اور خورد ونوش ہی رہ جاتا ہے، بڑی بڑی باراتیں آتی ہیں، استقبال کے لئے بڑے بڑے تکلفات کئے جاتے ہیں، بڑھ چڑھ کر خاطر تواضع ہوتی ہے، اپنی حیثیت سے بڑھ کر جہیز دیا جاتا ہے، اور پھر ان تمام امور کی انجام دہی کے لیے ہر قسم کا مال بھی جمع کیا جاتا ہے، حلال وحرام کا امتیاز اٹھ جاتا ہے، جائز اور ناجائز سارے وسائل اختیار کئے جاتے ہیں، اور اس طرح سیدھے سادھے سنت طریقہ کو مشکل ترین اور خلاف سنت بنا دیا جاتا ہے۔

عوام کا غلط رویہ

میں نے یہ ساری باتیں حکومت کی طرف سے کھانے پر پابندی کے آرڈی ننس کی تائید کے طور پر کی تھیں، مگر اس حکم کے باوجود لوگ تکلفات اور باطل رسوم سے باز نہیں آئے بلکہ اس قباحت کو جاری رکھنے کیلئے چور دروازے استعمال کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے، حکومت نے لوگوں کی سہولت کے لیے یہ حکم جاری کیا ہے کہ نکاح کے موقع پر آمدہ برات کی ٹھنڈے یا گرم مشروب سے تواضع کردی جائے، یا تھوڑی بہت مٹھائی پیش کردی جائے اور اس طریقے سے لوگ فضول اخراجات سے بچ جائیں اور تعالی بھی ناراض نہ ہو، مگر لوگ اسے ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے، اب باراتوں کا استقبال ہوٹلوں اور میرج ہالز میں کیا جاتا ہے جہاں اخراجات میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے، حضور علیہ السلام کا ارشاد تو یہ ہے اعلنوا بالنکاح ولو بالدف بھائی! نکاح کا اعلان کرو اگرچہ دف بجا کر ہی ہوتا کہ عوام الناس کو پتہ چل جائے کہ فلاں مرد اور فلاں عورت فلاں مقام پر رشتہ ازدواج میں منسلک ہورہے ہیں، ترمذی شریف میں حضور علیہ السلام کا یہ فرمان بھی موجود ہے کہ نکاح مسجد میں کرو تو بہتر ہے، کسی نماز یا نماز جمعہ کے بعد لوگ مسجد میں جمع ہوتے ہیں، اُس وقت نکاح کرلو تاکہ دوسرے لوگ بھی نکاح کی مجلس میں شریک ہوسکیں کہ یہ مستحب ہے، مسجد میں نکاح کرنے سے بہت سی فضول رسومات سے بچا جاسکتا ہے، اس کے برخلاف گھروں میں نکاح کی صورت میں عورتیں جمع ہوکر کئی قسم کی لایعنی رسومات ادا کرتی ہیں، نوک جھونک اور بے پردگی ہوتی ہے، مگر حضورؐ کے ارشاد کو ماننے کیلئے کوئی تیار نہیں ہوتا۔

باطل رسوم کی فراوانی

میں نے عرض کیا تھا کہ خوشی اور غمی کی یہ باطل رسوم مسلمانوں کے رگ وریشہ میں سرایت کرچکی ہیں، کسی مسلمان کی فوتیدگی پر ادا کی جانے والی رسوم بھی بے معنی ہوتی ہیں، جن سے مرنے والے کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بلکہ الٹا اس کے لیے وبال کا باعث ہوتا ہے، میت کو غسل دینا، اس کا جنازہ پڑھنا اور قبرستان میں دفن کرنا تو اصل چیزیں ہیں، ان کے علاوہ باقی سب کچھ بناوٹی باتیں ہیں، قبروں کا پختہ بنانا، اُن پر کتبہ لگانا، پھول چڑھانا، پھر مرنے والے کے لیے تیجا، ساتا، جمعرات اور چہلم کا اہتمام کرنا اسلام کی شریعت میں روا نہیں ہیں، ساری برادری اکٹھی ہو کر کھانے میں شریک ہوتی ہے، صاحبِ نصاب لوگوں کے لیے یہ کھانا مکروہ تحریمی میں داخل ہے، اگر فوت شدہ کو ثواب پہنچانا مقصود ہے تو یہ کھانا غرباء اور مساکین کو کھلاؤ جو صدقہ خیرات کے مستحق ہیں اور نیت یہ کرو کہ مستحقین کو کھانا کھلانے کا ثواب اللہ تعالیٰ ہمارے فلاں مرنے والے کو پہنچائے۔

اب کھانے کے بھی مختلف ڈھنگ بنالئے گئے ہیں، اہل بدعت نے یہ شیوہ اختیار کرلیا ہے کہ جمعرات کو ختم میں حلوہ ہونا ضروری ہے یا چہلم کے موقع پر فلاں فلاں اہتمام ضروری ہے، شریعت میں ایسی کوئی پابندی نہیں ہے، نہ قرآنی آیات میں، نہ کسی حدیث میں بلکہ یہ یار لوگوں کی خودساختہ تاویلیں ہیں، مرنے والے کو صدقہ فائدہ دیتا ہے اور اس صدقہ میں صرف کھانا ہی نہیں بلکہ ضرورت مند کے لیے ضرورت کی ہر چیز آجاتی ہے، کسی محتاج کو کپڑے کی ضرورت ہے تو اسے کپڑے بنوادو، کسی طالب علم کو کتابوں کی ضرورت ہے تو وہ لے دو، کوئی بیمار ہے تو اس کا علاج کروادو اور اگر کوئی بھوکا ہے تو اس کو کھانا کھلادو یا نقد رقم دے دو کہ وہ اپنی ضرورت پوری کرلے۔

مدرسہ میں کالے بکرے کی سری لاتے ہیں، یہ بھی بیہودہ رسم ہے حالانکہ کالے جانور کی کوئی پابندی شریعت میں نہیں ہے، یہ سب جھوٹ اور شریعت پر اتہام ہے، ضرورت مند کی ضرورت پوری کردو، یہی صدقہ ہے جس کا ثواب پہنچے گا اور تمہارا مال ٹھکانے لگے گا، اور اس پر نام نہاد مولویوں اور پیروں کے مروجہ ختم پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں، اب عام مانگنے والوں نے بھی مختلف بہانے تراش لئے ہیں، یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ دیکھو جس شخص کو صدقہ کا مال دے رہے ہو وہ واقعی مستحق ہے یا عادی مجرم ہے، مانگنے کو پیشہ بنالینا ہرگز جائز نہیں، حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے، ایسے سائل کو دینا فائدے کی بجائے نقصان کا موجب ہے مگر لوگ سمجھتے ہیں، حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے من یرد اللہ بہٖ خیراً یفقھہ فی الدین جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بہتری چاہتا ہے اس کو دین میں سمجھ عطا کرتا ہے، لوگوں کی عمر گزر جاتی ہے، داڑھیاں سفید ہوجاتی ہیں مگر سنت اور بدعت میں فرق نہیں کرسکتے، بہتر تو وہ شخص ہے جو حلال حرام کو پہچانتا ہے، سنت کو اختیار کرتا ہے اور دوسروں کو ترغیب دیتا ہے، بدعت سے متنفر ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی آگاہ کرتا ہے، امام مجددؒ نے تو بڑی سختی کے ساتھ فرمایا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

’’ضرر مبتدع اشد من ضرر کافر است‘‘ یعنی کافروں کا ضرر اور نقصان اتنا شدید نہیں ہوتا جتنا شدید ضرر بدعتی کی طرف سے پہنچتا ہے، بدعتی لوگ نیکی کے نام پر بدعت کو فروغ دیتے ہیں، جس کی وجہ سے لوگ ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں لہٰذا ایسے لوگوں سے بچنا ضروری ہے، وہ بدعات جاری کر کے لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی سخت مذمت کی ہے اور فرمایا ہے کہ لا تاکلوا اموالکم بینکم باالباطل آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے مت کھاؤ، ویصدون عن سبیل اللّٰہ اور اللہ کے راستے سے لوگوں کو روکتے ہیں، جو شخص ان کی خود ساختہ رسم ادا نہیں کرتا اُس پر فتوے لگاتے ہیں، بہر حال حکومت کے جاری کردہ آرڈی ننس کی تائید ہونی چاہئے تا کہ لوگ فضول رسومات اور اسراف سے بچ جائیں، لوگ تو غلط راستے پر چل نکلے ہیں، اب نکاح، بارات، ولیمہ وغیرہ کا مطلب کھانا ہی رہ گیا ہے اور وہ جانوروں کی طرح جیسا کہ اللہ نے قرآن میں کافروں کے متعلق فرمایا یاکلون کما تاکُلُ الانعام (محمد۔۱۲) یعنی وہ اس طرح بے تحاشا کھاتے ہیں جس طرح جانور کھاتے ہیں، وہ حلال وحرام کی تمیز رکھنا اور جائز ناجائز میں فرق کرنا روا نہیں سمجھتے، اسی لئے اللہ نے فرمایا والنار مثویً لھم ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہی ہوسکتا ہے، غرضیکہ کھانا بھی حسب ضرورت ہی کھانا چاہئے، اس سے آگے بڑھنا اللہ کو ناپسند ہے۔

کافروں کا پچھتاوا

تلاوت کردہ آیت کا بھی یہی مفہوم ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ جب محاسبہ کی منزل آئے گی تو بسا اوقات کافر لوگ تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے اور اسلام کا طریقہ اختیار کیا ہوتا تو آج اس مصیبت میں گرفتار نہ ہوتے، ہم نے بھی دنیا میں مسلمانوں کا تکلفات اور فضول رسومات سے پاک طریقہ اپنایا ہوتا، ہم نے جانوروں کی طرح کھایا اور اسی کو نکاح، بارات اور ولیمہ کے لوازمات سمجھ لیا، ہم نے بے تحاشا کھانے میں ہی عزت سمجھی، ہم تو کھڑے ہو کر اور جانوروں کی طرح چل پھر کر کھاتے رہے، ہم نے تو تمیز سے کھانا بھی نہ سیکھا، کاش کہ ہم نے مسلمانوں کا طریقہ اختیار کیا ہوتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ذَرْهُمْ يَأْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ اے پیغمبرؐ! آپ ان کو چھوڑ دیں اور کھانے دیں، یہ لوگ کب تک اور کتنا کھا جائیں گے، یہ کھاتے ہیں اور آرزوئیں ان کو غافل بناتی رہتی ہیں، یہ نیکی کا کوئی کام تو کرتے نہیں بلکہ طرح طرح کے الٹے سیدھے پروگرام بناتے رہتے ہیں، ان لوگوں کو بری

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

رسومات کی ادائیگی اور خواہشات کی تکمیل کرنے دو فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ عنقریب ان کو پتہ چل جائے گا کہ وہ کیا کرتے رہے ہیں، اُس وقت افسوس کا اظہار کریں گے اور کہیں گے، کاش ہم اسلام کا طریقہ پکڑتے، ہم تھوڑا کھا لیتے مگر حلال کھاتے، رسومات ادا نہ کرتے بلکہ اللہ کے نبی کی تعلیمات پر اکتفا کرتے، صحیح حدیث میں یہ قانون اللہ کے نبی نے سمجھا دیا ہے طعام الواحد يكفى الاثنين یعنی ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کو کفایت کر جاتا ہے، دو کا کھانا چار کے لئے اور علی ہذا القیاس، اور حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد بھی موجود ہے کہ پیٹ میں ایک حصہ کھانے کے لئے، ایک حصہ پانی کے لیے اور ایک حصہ خالی رکھو، آپ ﷺ کی تعلیم حکمت سے خالی نہیں، اسی لئے صحابہ کرامؓ اس پر عمل کرتے تھے۔

اہل ایمان کا طریقہ

ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میں آپ کی خدمت میں ہاضمہ درست کرنے کی دوائی جوارش پیش کرنا چاہتا ہوں، آپؓ نے فرمایا کہ بھائی! میں تمہاری جوارش کا کیا کروں گا، یہ جوارش تو اس شخص کے لیے مفید ہو سکتی ہے جس کا ہاضمہ وافر کھانے کی وجہ سے خراب ہو، مگر میں نے تو گزشتہ چالیس سال میں کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، بلکہ ہمیشہ پیٹ کا ایک حصہ خالی رکھا ہے لہٰذا مجھے تمہاری جوارش کی ضرورت نہیں ہے، یہاں ہمارے ہاں بھی ہاضم دوائیں جوارش جالینوس وغیرہ ملتی ہیں جو کہ ان لوگوں کی ضرورت ہے جو سارا پیٹ کھانے سے بھر لیتے ہیں، پانی زور سے دبا کر پیتے ہیں اور سانس لینے کے لیے کوئی جگہ خالی نہیں چھوڑتے، یہ تو جانوروں کا کھانا ہے، انسان ایسا نہیں کرتے بلکہ یہ تو کافروں اور مشرکوں کا شیوہ ہے۔

ایک مشرک آدمی حضور علیہ السلام کے پاس بطور مہمان آیا، حضورؐ نے صحابہ کو کہا کہ اس شخص کو بکریوں کا دودھ پلاؤ، اُس دور میں موجودہ زمانے والے مختلف انواع واقسام کے کھانے تو نہیں ہوتے تھے، گندم یا جو کی روٹی تو شاذ ہی میسر آتی تھی، زیادہ تر خوراک کھجوریں یا دودھ ہوتا تھا، اللہ نے دودھ بھی عجیب نعمت عطا کی ہے جو بیک وقت غذا اور مشروب کا کام دیتی ہے، کوئی دوسری غذا نہ بھی ملے تو دودھ ہی مکمل غذائیت فراہم کرتا ہے، اسی لئے حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جب کوئی نعمت ملے تو یوں کہو اللّٰھم اتنا خيراً منها اے اللہ! ہمیں اس سے بہتر نعمت عطا فرما، مگر جب دودھ جیسی نعمت ملے تو کہو اللّٰھم زدنا منه اے اللہ! ہمارے لیے اس نعمت میں اضافہ فرما، گویا دودھ سے بہتر کوئی نعمت نہیں ہے، اسی لئے اس میں اضافہ کی دعا کی گئی ہے، سلف نے بسا اوقات دودھ پر ہی گزارہ کیا ہے، اس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سے انسان کو غذائیت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ محنت مزدوری اور عبادت کر سکتا ہے۔

حضور علیہ السلام کے حکم کے مطابق صحابہ نے اُس مشرک مہمان کو ایک بکری کا دودھ دوہ کر پلایا تو وہ سارا پی گیا، پھر دوسری بکری کا اور پھر تیسری بکری کا دودھ بھی پی گیا حتیٰ کہ سات بکریوں کا دودھ اکیلا آدمی پی گیا، اگلے دن اُس شخص کو اللہ نے ایمان لانے کی توفیق بخش دی، اب کہ صحابہ کرامؓ نے اس شخص کو ایک بکری کا دودھ پلایا تو وہ سارا پی گیا، پھر دوسری بکری کا دودھ دیا تو وہ تھوڑا سا پی کر سیراب ہو گیا اور مزید پینے سے انکار کر دیا، اُس موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا الكافر ياكل فی سبعة امعاء والمؤمن ياكل فی معاً واحدٍ کافر تو سات آنتوں میں کھاتا ہے جبکہ مومن آدمی ضرورت کے تحت صرف ایک آنت میں کھاتا ہے، ضرورت سے زیادہ دوسروں کا حق ہے، یہ بھی کھاؤ گے تو خرابیاں پیدا ہوں گی، ضرورت سے زیادہ کھانا کافروں کا شیوہ ہے جبکہ مومن آدمی حسبِ ضرورت صرف حلال مال کھاتا ہے، لہٰذا زائد کھانے پر پابندی احسن قدم ہے۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد نکاح کئے اور آپ کی طرف سے دعوتِ ولیمہ کی روایات بھی ملتی ہیں، آپؐ نے کسی موقع پر بھی تکلف سے کام نہیں لیا بلکہ وقتی طور پر جو کچھ موجود ہوتا اُس سے دعوت ولیمہ کا اہتمام فرما لیتے، چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی رخصتی کے وقت گھر میں کچھ نہیں تھا، حضرت سعدؓ دودھ کا ایک پیالہ لے کر آئے حضورؐ نے وہی حاضرین مجلس کو پلا دیا اور فرمایا کہ یہ عائشہؓ کا ولیمہ ہو گیا ہے، دوسری خاتون حضرت صفیہؓ سے نکاح کے وقت آپؐ سفر میں تھے، آپؐ نے اپنا توشہ نکالا، پھر دوسرے صحابہ نے بھی اپنے اپنے توشے نکال کر ایک جگہ جمع کر دئے، آپؐ نے سارے صحابہ کو بلا کر اس مشترکہ کھانے میں شامل کر لیا، قریب ہی پانی بھی موجود تھا، فرمایا یہ پانی بھی پی لو، یہی ولیمہ ہے، حضرت زینبؓ کے ساتھ نکاح کے وقت گھر میں جانور تھے اور اناج بھی تھا، آپ نے اناج پیس کر روٹیاں تیار کرنے کا حکم دیا اور بکری ذبح کر کے گوشت پکایا، اس موقع پر تین سو آدمی ولیمہ میں شامل کئے گئے، مقصد یہی ہے کہ اگر چیز موجود ہے تو استعمال کر لو، اگر نہیں ہے تو تکلف میں نہ پڑو، غلط رسومات، فضول خرچی اور حرام راستے کی طرف دعوت دیتی ہیں، ان سے اجتناب کرنا چاہئے، اس سلسلہ میں حکومت نے تقریبات کے موقع پر بے تحاشا کھانے پر پابندی لگا کر قابلِ تقلید مثال پیش کی ہے۔

دعائیہ کلمات

سلطان محمود صاحب کے بیٹے عبید الرحمٰن جو کہ اسی مدرسہ کے فارغ التحصیل ہیں، بیمار ہیں، انہوں نے صحت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے لئے دعا کی درخواست کی ہے، اس مسجد کے نمازی اور جمعہ کی آذان کے مؤذن محمد خلیل صاحب بھی بیمار ہیں، ان کی صحت کے لئے بھی دعا کریں۔

یہ صاحب کہتے ہیں کہ میرے والدین بیمار ہیں، ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔ میاں صدیق صاحب بھی بیمار ہیں، ہمارے کارکن منیر صاحب کی بیوی بھی شدید بیمار ہے، سب حضرات دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تمام بیمار مسلمان مردوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو صحت کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے، اللہ تعالیٰ تمام مسلمان فوت شدگان کی غلطیوں، کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور ان کو اپنی رحمت کے مقام میں جگہ نصیب فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین حق کے سمجھنے اور اس پر چلنے کی توفیق بخشے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

سبحانك اللّٰهم وبحمدك اشهد ان لا الٰه الا انت استغفرك واتوب اليك ۔

(تاریخ خطبہ ۴ اپریل ۱۹۹۷ء)

مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے علوم وافکار

یہ برصغیر کی تحریک آزادی کے نامور ہیرو، امام انقلاب، شیخ الہندؒ کے مایہ ناز شاگرد، فلسفہ ولی اللّٰہی کے امام، صاحب عزیمت وکمال، فاضل دیوبند، تاریخ ریشمی رومال کے روح رواں، حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے علوم وافکار، اپنوں کی ان پر زیادتیاں اور ناقدین کی ان پر الزام تراشیوں اور بہتان طرازیوں کا پردہ چاک کرنے والی بے نظیر کتاب مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتیؒ نے ۱۹۹۰ء میں بستر علالت پر تحریر فرمائی، جو ۲۹۵ صفحات پر مشتمل ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم نے شائع کی ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا محمد فیاض خان سواتی

شوقِ مطالعہ

دل دھڑکنے کی مقدار

جناب منشی عبدالرحمٰن خان صاحب لکھتے ہیں۔

’’صانع عظیم کا تیار کردہ دل ایک منٹ میں ۷۲ مرتبہ دھڑکتا ہے، اس طرح ایک گھنٹہ میں ۴۳۲۰ مرتبہ اور ایک دن میں ۱۰۳۶۸۰ مرتبہ اور ایک سال میں ۳۷۸۴۳۲۰۰ مرتبہ دھڑکتا ہے، اگر ایک انسان کی زندگی کا تخمینہ آپ پچاس سال ہی لگا لیں تو گن کر دیکھ لیں کہ ایک ارب نواسی کروڑ اکیس لاکھ ساٹھ ہزار مرتبہ دل دھڑکتا ہے یا نہیں؟۔‘‘ (از ڈاکٹر سید زاھد علی واسطی)۔

(خدا کہاں ہے؟ ص ۹۸، طبع ملتان)

ہر رات گھر میں قرآن ختم کرنے کا ایک دلنشین طریقہ

امام حافظ ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن صالح العجلیؒ المتوفیٰ ۲۶۱ھ رقمطراز ہیں۔

’’(حسن بن صالحؒ) کے گھر میں ہر رات قرآن ختم کیا جاتا تھا، ایک ثلث اُن کی ماں، ایک ثلث (ان کے بھائی) علیؒ اور ایک ثلث حسنؒ (تلاوت کرتے تھے) جب ان دونوں کی ماں وفات پا گئی تو وہ دونوں ختم کرتے تھے، پھر جب علیؒ وفات پا گئے تو حسنؒ ہر رات ختم کرتے تھے۔‘‘

(کتاب الثقات عربی ص ۱۱۵ بترتیب حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الھیثمیؒ المتوفیٰ ۸۰۷ھ، طبع بیروت، لبنان)

قاضی کے فیصلے کا احترام

جناب سید صباح الدین عبدالرحمٰن ایم اےؒ رقمطراز ہیں۔

’’ابن بطوطہ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ کسی مسلمان نے سلطان محمد تغلق پر کچھ مال کا دعویٰ کیا، جھگڑا قاضی کے سامنے پیش ہوا، قاضی نے حکم دیا کہ سلطان مدعی کا مال دے دے، سلطان نے اس فیصلے کو منظور کیا، اور اس کا مال

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

واپس کیا۔‘‘ (سفر نامہ ص ۱۳۸)

(ہندوستان کی بزمِ رفتہ کی سچی کہانیاں حصہ اول ص ۱۲۵، طبع اعظم گڑھ، انڈیا)

کالا پانی کے قیدیوں کی ایک عجیب سزا

حضرت مولانا جعفر تھانیسری ؒ المتوفیٰ ۱۹۰۵ء لکھتے ہیں۔

’’جب ہم اس جزیرے (انڈمان) میں پہنچے تو ہزاروں مرد وعورت قیدیوں کو دیکھا کہ ماتھا ان کا کھود کر پیشانی پر اُن کا نام اور جرم اور لفظ دائم الحبس لکھا ہوا ہے کہ وہ نوشت مثل نوشتہ تقدیر کے تمام عمر نہیں مٹتی، مگر یہ تائید الٰہی سنیئے کہ ہمارے پہنچنے سے کچھ عرصہ پہلے وہ حکم ماتھا کھودنے کا تمام عملداری سرکار سے ہمیشہ کے واسطے موقوف ہو گیا تھا، اس سبب سے اس داغ دائم الحبسی سے بھی ہم محفوظ رہے۔‘‘

(کالا پانی یا تواریخ عجیب ص ۵۴، طبع لاہور)

مسواک کی توہین کرنے والے کا عبرت ناک انجام

امام مؤرخ فقیہ ادیب ابوالفلاح عبدالحیٔ ابن العماد الحنبلیؒ المتوفی ۱۰۸۹ھ رقمطراز ہیں۔

’’سن ۶۶۵ھ میں جیسا کہ ابن خلکان نے کہا کہ ہمیں ایک ایسی جماعت سے خبر پہنچی جن پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے، کہ بُصریٰ کے کچھ لوگ دمشق پہنچے (انہوں نے کہا) کہ ان کے ہاں ایک گاؤں ہے جسے دیر ابی سلامہ کہا جاتا ہے، وہاں ایک شخص بیعانہ سائی والوں میں سے رہتا تھا، جس میں لا پرواہی کے ساتھ خواہشات کا اتباع کرنا بڑھا ہوا تھا، اور بیوقوفی بھی نمایاں تھی، ایک دن اس کے سامنے مسواک اور اس کی فضیلت کے بارہ میں ذکر ہوا، تو اس نے کہا اللہ کی قسم! میں مسواک نہیں کروں گا مگر اپنی دبر میں، پھر اس نے مسواک پکڑی اور اسے اپنی دبر میں چھوڑ دیا، پس اسی رات سے اسے تکلیف شروع ہوگئی، پھر اس پر (اس واقعہ کے بعد) نو مہینے گزر گئے، وہ پیٹ اور دبر کی درد کی شکایت کرتا رہا، پھر اس کو دردِ زِہ کی طرح کی درد لاحق ہوئی اور اس نے ایک جانور کو جنم دیا جو کہ چوہے کہ طرح کا تھا اس کا سر مچھلی کے سر کی طرح کا تھا، اور اس کے چار دانت باہر نکلے ہوئے تھے اور ایک بالشت اور چار انگلیوں کے برابر اس کی لمبی دم تھی اور اس کی دبر خرگوش کی طرح تھی، جب اس نے اس جانور کو جنم دیا تو اس جانور نے تین آوازیں نکالیں تو اس آدمی کی بیٹی اٹھ گئی، اور اس نے اس جانور کے سر کو کچل دیا جس سے وہ جانور مر گیا، اس واقعہ کے دو دن بعد تک وہ آدمی زندہ رہا اور وہ کہتا تھا کہ اس جانور نے مجھے قتل کر دیا اور میری آنتوں کو کاٹ دیا ہے، اس علاقہ کے لوگوں کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ایک جماعت نے اس جانور کو دیکھا اور اس جگہ کے خطیب نے بھی۔‘‘

(شَذَراتُ الذهَب فی اخبارٍ من ذهَب عربی ج۵ ص۱۷ ۳طبع بیروت، لبنان)

مغرب سے طلوعِ شمس کے بعد لوگوں کی عمریں

شیخ ابوالمواھب عبدالوھاب بن احمد بن علی الشعرانی الانصاری الشافعی المصریؒ المتوفی ۹۷۳ھ رقمطراز ہیں۔

’’نافعؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد لوگ ایک سو بیس سال ٹھہریں گے۔‘‘

(كَشفُ الغُمّة عن جميع الأُمّة عربی ج۲ ص۲۴۱، طبع مصر)

ہیجڑا پیدا ہونے کی ایک وجہ

الشیخ العلامۃ المحدث القاضی بدرالدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الشبلی الحنفیؒ المتوفی ۷۶۹ھ لکھتے ہیں۔

’’حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں نے منع فرمایا کہ مرد اپنی بیوی کے پاس حالتِ حیض میں آئے، جب وہ آتا ہے تو شیطان اس کی بیوی پر اس (خاوند) سے سبقت کرتا ہے اور وہ حاملہ ہو جاتی ہے، پھر مخنث یعنی ہیجڑا پیدا ہوتا ہے، اسی کو طرطوشی نے کتاب تحریم الفواحش میں ذکر کیا ہے۔‘‘

(آكَامُ المَرجَان فی غرائب الاخبار واحكام الجان عربی ص۱۷۸، طبع کراچی)

شیخ جیلانیؒ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا کی

شیخ اجل ابوالمجد عبدالحق محدث دہلویؒ المتوفی ۱۰۵۲ھ رقمطراز ہیں۔

’’نقل است کہ آنحضرت (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) فرمود کہ ...... وتامدت چہل سال نماز فجر را بوضوء عشا می گزاردم۔‘‘ ’’منقول ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ ...... چالیس سال کی مدت تک عشاء کے وضو کے ساتھ میں فجر کی نماز ادا کرتا رہا ہوں۔‘‘

(اخبار الاخیار فی اسرار الابرار مکتوبات شیخؒ فارسی ۱۷، طبع دیوبند، انڈیا)

سود خوار قرآن میں کیسے تحریف کرتے ہیں

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ المتوفی ۱۳۶۲ھ نے فرمایا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

’’ایک مرتبہ لاہور گیا تو بہت سے خیر خواہانِ قوم نے یہ طے کیا کہ اِس وقت سُود کے مسئلے پر گفتگو ہونی چاہئے، چنانچہ اُن کی خواہش پر گفتگو کی گئی، لیکن جلسہ گفتگو کا خاص تھا یعنی صرف علماء تھے، سب لوگ نہایت مشتاق تھے کہ دیکھئے کیا تجویز ہوتا ہے، حالانکہ وہاں اس کے سوا کیا تجویز ہوسکتا تھا جو کہ تیرہ سو برس سے چلا آرہا ہے، اس واسطے کہ اہل علم میں کس کی وہ ہمت ہوسکتی ہے جو کہ آج کل کے نوجوان ہمّت کرتے ہیں، چنانچہ ایک صاحب نے ایک رسالہ میں حَـرَّمَ الـرِّبـوٰا میں یہ تحریف کی کہ رِبوا بضمِّ رَا کہا اور اس کے معنی اُچکنے کے لئے، میں کہتا ہوں کہ اس سے سیدھی بات تو یہ تھی کہ زنا ہی کہہ دیتے، کیونکہ زنا عربی کا لفظ تو ہے، رُبا عربی کا لغت بھی نہیں بلکہ ربودن سے فارسی کا لغت ہے، رہا رسمِ خط کا اشکال سو رُبا بضمِّ الرّا ابھی واوٴ سے نہیں ہے۔‘‘

(مَواعظ حکیم الامت یعنی دَعواتِ عَبدِیّت جلد سوم کا دوسرا وعظ مسمّٰی بہ ضرورۃ العِلم بِالدّین ص ۱۹، طبع کراچی)

طالب علم کی شاعری

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ المتوفی ۲۰۰۰ء رقمطراز ہیں۔

(شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ نے فرمایا) ’’ایک لونڈا بچپن میں مکتب جاتا تو شاعری کرتے ہوئے جاتا تو کہتا

؎ آم کا پتہ سبز ہے۔ تو جوڑ لگایا
ابجد ھطی ھوز ہے۔‘‘

(مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی اور ان کے خلفاء کرام حصہ اول ص ۵۸۷، طبع انگلینڈ)

انسان کا تکبر اور اس کی حقیقت

امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب الماوَردی البصریؒ المتوفی ۴۵۰ھ رقمطراز ہیں۔

’’(خلیفہ) سلیمان بن عبدالملک نے ایک دن شیشہ میں دیکھا اور (اِترا کر) کہا میں نوجوان بادشاہ ہوں، تو اسے اس کی ایک چھوٹی لڑکی نے کہا

؎ اَنۡتَ نِعۡمَ الۡمَتَاعُ لَوۡ کُنۡتَ تَبۡقٰی
غَیۡرَ اَنۡ لَّا بَقَاءَ لِلۡاِنۡسَانِ
لَیۡسَ فِیۡمَا بَدَالَنَا مِنۡكَ عَیۡبٌ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

كَانَ فِى النَّاسِ غَيْرَ اَنَّكَ فَانِى

تو بہترین سرمایہ ہے کاش کہ تیرے لیے بقا ہوتا

سوائے اس کے کہ انسان کے لیے دوام نہیں ہے

ہمارے لئے تیرا کوئی ایسا عیب ظاہر نہیں ہوا

جو لوگوں میں تھا، سوائے اس کے کہ تو فانی ہے۔''

(ادب الدُّنیا وَالدِّین عربی ص ۸۹، طبع بیروت، لبنان)

کیڑے مکوڑوں سے حفاظت کا مختصر عمل

امام شہاب الدین محمد بن احمد ابوالفتح الابشهی المحلی الشافعی المتوفی بعد ۸۵۰ھ لکھتے ہیں۔

''افریقہ کے عامل نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو کیڑے مکوڑوں کے شر کی شکایت کی، تو انھوں نے اس کی طرف خط لکھا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر ٹھکانہ پکڑے تو پڑھے، وَمَا لَنَا اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ (ابراہیم۔۱۲)

(اَلْمُسْتَطَرَف فِى كُلّ فنّ مُسْتَظرف عربی ج ا ص ۳۷۴، طبع بیروت، لبنان)

علماء کی حکایات، محاسن اور فقہ کا مرتبہ

خاتمۃ الحفاظ مؤرخ امام ابوالخیر شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی الشافعی القاہریؒ المتوفی ۹۰۲ھ لکھتے ہیں۔

''ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، علماء کی حکایات اور ان کے محاسن مجھے کثیر فقہ سے زیادہ محبوب ہیں، اس لئے کہ یہ قوم کے آداب ہیں۔''

(الاعلانُ بالتَوبيخ لِمَنْ ذَمَّ التَّاريخ عربی ص ۶۱، طبع بغداد، عراق)

اخلاص کا بدلہ احسان

حضرت مولانا علامہ شبلی نعمانیؒ المتوفی ۱۳۳۱ھ لکھتے ہیں۔

''بوران (زوجہ مامون) کے نکاح میں ایک مفلس آدمی نے نمک اور اشنان کی دو تھیلیاں نذر بھیجیں اور خط لکھا کہ اگرچہ ''ناداری ہمت کو دبا دیتی ہے، مگر میں نے یہ پسند نہ کیا کہ اہل کرم کی فہرست بند کر دی جائے اور میرا نام اس میں نہ ہو، نمک کی برکت اور اشنان کی لطافت اس بات کے لئے کافی ہے کہ میں اس کو حضور کی نذر کے لئے انتخاب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کروں۔“ مامون نے حکم دیا کہ دونوں تھیلیاں اشرفیوں سے بھر کر اس کو واپس دی جائیں۔“

(المامون حصہ اول و دوم ص ۱۹۸، طبع اعظم گڑھ، انڈیا)

انگریز کے باغیوں کو اذیت ناک سزا

جناب جانباز مرزاؒ المتوفی ۱۹۹۲ء رقمطراز ہیں۔

”یک طرفہ شہادتوں کے بعد ۲ مئی ۱۸۶۴ء کو ان مجاہدین کو حسب ذیل سزاؤں کا مستحق قرار دیا گیا۔

مولوی محمد جعفر (تھانیسری)، مولوی یحییٰ علی اور محمد شفیع ٹھیکیدار کو سزائے موت سنائی گئی، باقی تمام افراد کو حبس دوام عبور دریائے شور کی سزا دی گئی، سب کی جائیدادیں ضبط کر لی گئیں۔

اپیل میں موت کی سزائیں حبس دوام عبور دریائے شور میں بدل دی گئیں، سزاؤں میں تخفیف کرنے والے جج نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ یحییٰ علی اور محمد جعفر جیسے آدمی کے لئے موت کے مقابلے میں حبس دوام کی سزا زیادہ دل آزار ہوگی، کیونکہ یہ لوگ موت سے بے پرواہ اور بے خوف دکھائی دے رہے ہیں۔“

(انگریز کے باغی مسلمان ص ۳۳۴، طبع لاہور)

وکیع بن الجراحؒ کی ایک عجیب عادت

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبیؒ المتوفی ۷۴۸ھ رقمطراز ہیں۔

”ابن عمارؒ نے کہا کہ وکیعؒ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے، صرف شک یا عید والے دن افطار کرتے تھے اور مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ جب ان دنوں میں افطار کرتے تو (اپنی عادت کے خلاف) بیمار ہو جاتے تھے۔“

(سِیَر اعلام النبلاء عربی ج ۹ ص ۱۴۹، طبع بیروت، لبنان)

چار چیزوں کی چار بنیادیں

جناب عبدالرحمٰن یوسف الفرحان صاحب رقمطراز ہیں۔

”اِنَّ التَّشَاغُلَ بالدَّفَاتِرِ وَالْمَحَابِرِ

وَالْكِتَابَةِ وَالدِّرَاسَةِ

اَصْلُ التَّعَبُّدِ وَالتَّزَهُّدِ

وَالرِّئَاسَةِ وَالسِّيَاسَةِ“

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

’’بے شک رجسٹروں، دواتوں، لکھائی اور پڑھائی کے ساتھ مشغول رہنا۔
عبادت، زہد، سرداری اور سیاست کی بنیاد ہے۔‘‘
(ذیل تاریخ بغداد ج۲ ص۳) (عُشَّاقُ الْکُتُبِ عربی ص۲۶۲، طبع بیروت لبنان)

بانی پاکستان کا ایک اہم قول

جناب محمد صدیق خیرآبادی صاحب رقمطراز ہیں۔
(قائداعظم محمد علی جناح مرحوم المتوفی ۱۹۴۸ء نے فرمایا)
’’اگر ہم یہ سمجھنے لگے کہ ہم پنجابی، بنگالی، سندھی وغیرہ پہلے ہیں اور مسلمان و پاکستانی بعد میں، تو یقین کیجئے پاکستان کا شیرازہ بکھر جائے گا۔‘‘
(دانش کدہ ص۵۲۵، طبع لاہور)

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کیلئے انمول تحفہ

نمازِ مسنون (خورد)

جس میں نماز کے علاوہ چھ کلمے، ضروری دعائیں، چہل احادیث اور خطبات عربی جمعہ وعیدین اور نکاح بھی شامل ہیں، ان سے چھوٹے بچوں کے علاوہ بڑی عمر کے لوگوں نے بھی خوب استفادہ کیا ہے۔

[صفحات: ۱۴۴]

(مصنف)
مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ

ناشر! ادارہ نشر و اشاعت جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

گفتگو: مولانا زاہد الراشدی

تحریر وترتیب: حافظ کامران حیدر

امن اور معیشت: سیرت نبویؐ کی روشنی میں

(سات اکتوبر ۲۰۲۲ء کو مرکزی جامع مسجد امام اہل سنتؒ
گکھڑ میں منعقدہ ’’مشن رسالت کانفرنس‘‘ سے خطاب)

بعد الحمد والصلوٰۃ! ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کے حوالے سے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے کے لیے، آپ کی باتیں سننے اور کرنے کے لیے جمع ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری یہ نسبت قبول فرمائے، مل بیٹھنا اور سننا سنانا قبول فرمائے اور جو باتیں سمجھ میں آئیں اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق سے بھی نوازیں۔ مشنِ رسالت کیا ہے؟ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کا مشن کیا تھا؟ اس کے سینکڑوں پہلو ہیں، لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایجنڈا، مشن اور پروگرام اور اس کے نتائج وثمرات جو خود بیان فرمائے ہیں کہ میں اس کام کے لئے آیا ہوں اور اس کام کے نتائج یہ ہوں گے، اور میرے کام سے دنیا کو یہ ملے گا۔ ان سینکڑوں احادیث میں سے ایک کا ذکر کرنا چاہوں گا جس میں آپؐ نے اس کو بیان فرمایا ہے۔

پہلے بطور تمہید کے ایک بات کہنا چاہوں گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہزاروں پہلو رکھتی ہے۔ آپ سیرت کی کوئی بھی متوسط کتاب اٹھا کر دیکھیں، اس کی فہرست دیکھیں تو اس کے عنوانات بیسیوں، سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں میں ہوں گے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی بھی سیرت کا ایک پہلو ہے۔ آپ کسی حدیث کی کتاب کی فہرست گن لیں۔ اس کے عنوانات بھی آپ کو ہزاروں میں ملیں گے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے ہزاروں پہلوؤں میں سے جس پہلو پر بھی بات کی جائے وہ سیرت ہے اور حضور کا مشن ہے، پھر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت، اپنے مشن اور ایجنڈے کے جو نتائج و ثمرات بیان فرمائے ہیں کہ جو تعلیمات میں لے کر آیا ہوں اس کا نتیجہ یہ نکلے گا، اس پر بھی سینکڑوں احادیث

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

موجود ہیں، ان میں سے ایک کا ذکر کرتا ہوں۔

کوئی آدمی ایک بہت بڑے شاپنگ مال میں جاتا ہے، جہاں ہزاروں چیزیں اور چیزوں کی مختلف ورائٹیاں موجود ہوں تو آدمی اسی چیز کو تلاش کرتا ہے جس کی اس کو اس وقت ضرورت ہوتی ہے۔ آدمی ساری چیزیں نہیں خریدے گا بلکہ یہ تلاش کرے گا کہ میری اس وقت کی ضرورت کیا ہے اور وہاں سے وہی اپنی ضرورت کی چیز لے گا، یہ فطری بات ہے۔

اس وقت بحیثیت مسلمان، بحیثیت پاکستانی قوم اور بحیثیت امت مسلمہ ہماری ضروریات کی ترجیح میں سب سے پہلی ضرورت کیا ہے اس کو سامنے رکھیں اور یہ جو واقعہ اور حدیث میں بیان کرنے لگا ہوں اسے غور سے سماعت فرمائیں۔ میں اکثر یہ واقعہ بیان کرتا رہتا ہوں۔ اس حوالے سے کہ اس وقت قومی طور پر پاکستانی قوم کی سب سے بڑی ضرورت کیا ہے اور امت مسلمہ کی بحیثیت امت مسلمہ سب سے بڑی ضرورت کیا ہے اور نسل انسانی کی بحیثیت انسانی معاشرہ سب سے بڑی ضرورت کیا ہے؟ اس کو ذہن میں رکھیں اور پھر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی محنت کے جو نتائج بیان فرما رہے ہیں، اس کو سامنے رکھیں۔

بخاری شریف کی روایت ہے۔ حضرت عدی بن حاتمؓ یہ واقعہ نقل فرماتے ہیں جو حاتم طائی کے بیٹے ہیں۔ حاتم طائی سخاوت کے حوالے سے مشہور آدمی ہے۔ سخاوت کا سمبل ہے، جہاں بھی سخاوت کا نام آئے گا تو حاتم طائی کا نام بھی آئے گا۔ حاتم طائی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزرا ہے۔ حاتم طائی کا بیٹا صحابی ہے اور بیٹی بھی صحابیہ ہے۔ بیٹے کا نام حضرت عدیؓ ہے اور بیٹی کا نام حضرت سفانہؓ ہے۔ خطباء حضرات جو مشہور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، ایک خاتون ننگے سر آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور اپنی چادر اس خاتون کے سر پر دی کہ عورت ننگے سر اچھی نہیں لگتی۔ یہ ان حضرت سفانہؓ کا ہی واقعہ ہے۔ اس وقت تک آپ کافر تھیں، مسلمان نہیں ہوئی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز عمل پر کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو کافر کی بیٹی ہے اور آپ اس کے سر پر چادر رکھ رہے ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ بیٹی بیٹی ہوتی ہے خواہ کافر ہی کی کیوں نہ ہو۔

ان کے بھائی حضرت عدی بن حاتمؓ عرب کے معمرین میں سے شمار ہوتے ہیں۔ لمبی عمر کے عربوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عدیؓ نے ایک سو اسی سال عمر پائی ہے۔ اگر ایک سو اسی سال

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

عمر پائی ہو تو وہ جب یہ واقعہ بیان کر رہے تھے تو اس وقت ان کی عمر ڈیڑھ سو سال کے لگ بھگ ہوگی۔ حضرت عدیؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے، صحابہ کرام کی محفل لگی ہوئی تھی، میں بھی حاضر تھا کہ ایک شخص آیا، اس نے سلام کیا۔ سلام کے بعد عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! میں فلاں علاقے سے آیا ہوں۔ ہمارے علاقے میں بہت غربت اور فاقہ ہے، کچھ کھانے کو نہیں ملتا، لوگ علاقہ چھوڑ رہے ہیں، پیداوار نہیں ہو رہی، خشک سالی اور قحط سالی ہے، غلہ اور سبزہ نہیں ہے، بھوک، تنگ اور محتاجی ہے۔ یہ بات کہہ کر وہ بیٹھ گیا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تبصرہ نہیں فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور آدمی آیا اور سلام عرض کرنے کے بعد کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! میں فلاں علاقے سے آیا ہوں۔ ہمارے علاقے میں قتل و غارت بہت ہے، ڈکیتیاں بہت ہوتی ہیں، عصمتیں لوٹی جاتی ہیں، ڈاکے پڑتے ہیں، نہ جان محفوظ ہے، نہ مال محفوظ ہے اور نہ ہی آبرو محفوظ ہے۔ بہت ہی برا حال ہے۔ یہ کہہ کر وہ صاحب بیٹھ گئے۔ حضرت عدیؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی کوئی جواب نہیں دیا، البتہ مجھے مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

هل رأيت الحيرة کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے؟

بسا اوقات بات کسی سے کہی جاتی ہے اور سنائی کسی اور کو جاتی ہے۔ گفتگو کا ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ خطاب کسی اور سے کیا جاتا ہے اور سنانا کسی اور کو مقصود ہوتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آنے والوں کو کوئی جواب نہیں دیا اور حضرت عدیؓ سے پوچھا عدی! کیا تم نے ''حیرہ'' دیکھا ہے؟ حیرہ اس زمانے میں بڑا شہر تھا، ایک ریاست کا دارالحکومت تھا۔ محل وقوع کے لحاظ سے اب وہ کوفہ کا کوئی محلّہ ہوگا۔ حضرت عدیؓ نے جواب دیا کہ میں نے حیرہ دیکھا تو نہیں ہے، لیکن اس کا نام بہت سنا ہے کہ بڑا اور بارونق شہر ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدی! اگر تمہیں اللہ رب العزت کچھ اور عمر دیں تو تم اپنی آنکھوں سے یہ دیکھو گے کہ حیرہ سے ایک خاتون چلے گی، اونٹ کے کجاوے میں سفر کر رہی ہوگی، اس کا کجاوہ ساز و سامان سے لدا ہوا ہوگا، وہ خود بھی زیورات کے بوجھ میں ہوگی۔ اکیلے حیرہ سے چلے گی اور مکہ مکرمہ تک آئے گی اور پھر مکہ مکرمہ سے چلے گی اور اکیلی حیرہ واپس جائے گی۔ پورے راستے میں اس کو کسی کا کوئی ڈر نہیں ہوگا۔ حضرت عدیؓ کہتے ہیں کہ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر حیران ہوا کہ آپ کیا ارشاد فرما رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر ایمان تو تھا، لیکن بعض اوقات بات سمجھنا مسئلہ ہوتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہوگا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آپؓ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال نہیں کیا، لیکن میرے دل میں خیال آیا کہ حیرہ سے مکہ جانے کے راستے میں ہمارا قبیلہ بنو طے بھی پڑتا ہے اور میں اپنی قوم کے بدمعاشوں کو جانتا تھا کہ ان سے کوئی چیز نہیں بچتی۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ جب وہ خاتون حیرہ سے چلے گی، زیورات میں لدی ہوئی اور سامان سے کجاوا بھرا ہوا اور اکیلی سفر کر رہی ہوگی تو میری قوم کے غنڈے اس وقت کہاں ہوں گے؟ کیونکہ حیرہ سے مکہ جانے کا راستہ تو یہی ہے۔ ابھی یہ سوال میرے ذہن میں گردش کر رہا تھا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلی بات ارشاد فرمادی کہ عدی! اگر تمہیں کچھ اور لمبی عمر ملی تو تم ایک اور منظر دیکھو گے کہ کسریٰ کے خزانے فتح ہوں گے، مدینہ منورہ میں لائے جائیں گے اور مدینہ منورہ میں تقسیم ہوں گے۔

اس زمانے میں دو بڑی طاقتیں تھیں روم اور فارس، فارس کا حکمران کسریٰ کہلاتا تھا۔ دنیا کی بڑی سپر طاقت کے حکمران کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ اس کے خزانے فتح ہوں گے، مال غنیمت مدینہ منورہ میں لایا جائے گا اور یہاں تقسیم ہوگا۔ حضرت عدی کہتے ہیں کہ پہلا سوال تو میرے ذہن میں ہی رہا، لیکن یہ سوال میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا کہ یا رسول اللہ! آپ کون سے کسریٰ کی بات کر رہے ہیں؟ ہرمز بادشاہ کے بیٹے کسریٰ کی بات کر رہے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے اطمینان سے سر ہلایا کہ ہاں اسی کی بات کر رہا ہوں۔ میں حیران تھا اور میرا دماغ متحیر تھا کہ حضور کیا فرما رہے ہیں، لیکن جو فرما رہے تھے اس پر ایمان تھا کہ ضرور ایسا واقع ہوگا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بات ارشاد فرمادی کہ عدی! اگر تمہیں کچھ اور لمبی عمر ملی تو تم ایک اور منظر دیکھو گے کہ تم لوگ ہاتھوں پر سونا چاندی اٹھا کر بازاروں میں جا کر اعلان کرو گے کہ یہ میرے ہاتھ میں سونا اور چاندی کی زکوۃ ہے۔ میرے قبیلے، محلے اور علاقے میں زکوٰۃ کا کوئی مستحق، زکوٰۃ وصول کرنے والا نہیں ہے۔ اس لیے کوئی مستحق میری بات سن رہا ہو تو آ کر زکوٰۃ وصول کر لے اور مجھے فارغ کر دے، تم بازاروں میں کھڑے ہو کر اعلان کرو گے اور تمہیں زکوٰۃ وصول کرنے والا کوئی نہیں ملے گا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تین باتیں حضرت عدیؓ سے ارشاد فرمائیں۔

محدثینؒ کہتے ہیں کہ یہ دراصل ان دو آنے والے شخصوں کے سوالوں کا جواب تھا۔ ان میں سے ایک کا مسئلہ یہ تھا کہ یا رسول اللہ! ہمارے علاقے میں غربت اور محتاجگی ہے، کھانے پینے کو کچھ نہیں ملتا، غلّہ اور سبزہ نہیں ہے، لوگ بھوکے ہیں۔ اور دوسرے کا مسئلہ یہ تھا کہ یا رسول اللہ! ہمارے علاقے میں بدامنی ہے، قتل و غارت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بہت ہے، جان، مال اور آبرو محفوظ نہیں ہے۔

یہاں تھوڑا رک کر ہم ذرا یہ سوچیں کہ آج ہمارے مسائل کیا ہیں؟ آج کے ہمارے تمام مسائل کا نچوڑ بھی کیا یہی دو مسئلے نہیں ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ جواب دیا کہ جو بات میں کہہ رہا ہوں اور جو دعوت اور مشن لے کر آیا ہوں، اگر اس مشنِ رسالت کو قبول کر لو اور اس پر عمل کرو تو اس درجہ کا امن ہوگا کہ ایک خاتون اکیلی کوفہ سے مکہ اور مکہ سے کوفہ تک کا سفر کرے گی، اور پورے راستے میں اس کو یہ اندیشہ نہیں ہوگا کہ کوئی مجھے قتل کر دے گا یا مجھ سے مال لے لے یا میری عزت لوٹ لے گا۔ پورے امن کے ساتھ آئے گی اور امن سے واپس جائے گی۔ اور اس درجے کی خوشحالی ہوگی کہ تم ہاتھوں میں سونا اور چاندی لے کر بازاروں میں گھومتے پھرو گے کہ کوئی زکوۃ کا مستحق مل جائے تو تمہیں کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں ملے گا۔

یہ ان دو سوالوں کا جواب تھا کہ تمہاری مشکلات کا حل میرے مشن، میری تعلیمات، میرے پروگرام، میری دعوت اور میری اطاعت میں ہے۔

حضرت عدیؓ اس کے بعد خاصا عرصہ حیات رہے ہیں۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! حضرت عمرؓ کے زمانے میں ان میں سے دو باتیں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں اور تیسری کے انتظار میں ہوں جیسے کسی آدمی کو رات کے بعد صبح سورج نکلنے کا انتظار ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مثال نہیں بیان فرمائی تھی بلکہ میں نے ایک خاتون کو دیکھا کہ وہ حیرہ سے چلی اور میں نے اسے اسی کیفیت میں جاتے ہوئے دیکھا کہ اونٹ کے کجاوے میں سفر کر رہی ہے، کجاوہ سامان سے لدا ہوا اور وہ خود زیورات سے لدی ہوئی ہے، وہ حیرہ سے چلی، مکہ مکرمہ آئی۔ یہاں حج کیا اور پھر مکہ سے حیرہ واپس گئی۔ پورے راستے میں اس کو کہیں خطرہ محسوس نہیں ہوا کہ کوئی مجھ سے سامان لوٹ لے گا یا کوئی مجھے قتل کر دے گا۔

جبکہ دوسری چیز بھی میں نے دیکھ لی، میں نے کسریٰ کے خزانے فتح ہوتے ہوئے، مدینہ میں آتے ہوئے اور مدینہ منورہ میں تقسیم ہوتے دیکھے ہیں۔ بلکہ فتح کرنے والوں میں، اٹھا کر لانے والوں اور تقسیم کرنے والوں میں میں خود بھی شامل تھا۔ میں اپنی آنکھوں سے یہ دونوں منظر دیکھ چکا ہوں۔ کسریٰ کے خزانے فتح ہوئے اور مدینہ منورہ لائے گئے۔ اس پر ایک اور واقعہ ذکر کر دیتا ہوں۔ جب حضرت عمرؓ کے زمانے میں فارس کو شکست ہوئی اور مالِ غنیمت کے خزانے مدینہ منورہ لائے گئے تو روایات میں مذکور ہے کہ کسریٰ کی غنیمت کے خزانے مدینہ منورہ میں لائے گئے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کسریٰ کے خزانے کیسے ہوں گے کچھ اندازہ ہے؟ دو چار پوٹلیاں نہیں تھیں، بلکہ بہت زیادہ ساز وسامان تھا۔ حضرت عمرؓ وہ سامان چیک کر رہے تھے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر کو دیکھا کہ کبھی ایک گٹھڑی کھولتے ہیں اور کبھی دوسری۔ جیسے کوئی چیز تلاش کر رہے ہوں اور مل نہ رہی ہو۔ آپ سارا دن کچھ تلاش کرتے رہے، اور گٹھڑیاں کھول کھول کر دیکھتے رہے۔ اگلا دن بھی ایسے ہی گٹھڑیاں کھول کھول کر دیکھتے رہے۔ جب دو دن گزر گئے تو میں نے عرض کیا کہ امیر المومنین! کیا پریشانی ہے، آپ کل سے سامان کھول کھول کر دیکھ رہے ہیں اور پریشان ہیں۔ آپ کیا چیز تلاش کر رہے ہیں اور ساتھ کہتے جا رہے ہیں کہ یہ ہو نہیں سکتا یہ ہو نہیں سکتا۔ کیا نہیں ہوسکتا؟ اور کیا ماجرا ہے ذرا وضاحت فرمائیں۔

حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے سفر میں حضرت سراقہ بن مالک ؓ سے ایک وعدہ کیا تھا۔ جب سراقہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ روکا تھا اور پھر امان مانگی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ سراقہ! میں تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔ جبکہ آپ کی اپنی کیفیت یہ تھی کہ چھپ چھپا کر جا رہے تھے اور ان کو خوشخبری دے رہے تھے کہ میں تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔ اب حضرت سراقہ بھی موجود ہیں اور کسریٰ کے خزانے بھی آ گئے ہیں۔ میں کل سے کسریٰ کے کنگن تلاش کر رہا ہوں لیکن وہ مجھے نہیں مل رہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کسریٰ کے خزانے آئیں اور ان میں وہ کنگن نہ ہوں، یہ نہیں ہوسکتا۔ اس لیے میں کل سے تلاش کر رہا ہوں لیکن کسری کے کنگن نہیں مل رہے۔ تیسرا دن بھی گزر گیا، حضرت عمرؓ کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی اور ساتھ ساتھ یہ جملہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ یہ نہیں ہوسکتا یہ نہیں ہوسکتا اور تلاش کرتے جا رہے تھے، لیکن کنگن نہیں مل رہے تھے۔

روایات میں مذکور ہے کہ تیسرے دن پچھلے پہر کے وقت ایک سپاہی ہانپتا کانپتا ہوا حضرت عمرؓ کی خدمت میں آیا، اس نے کچھ سامان اٹھایا ہوا تھا، آ کر سلام عرض کیا اور کہا یا امیر المومنین! میں فارس کی فوج کا سپاہی ہوں، میں واپسی پر راستے میں بیمار ہو گیا تھا، اور دو تین دن ایک گاؤں میں ٹھہر گیا تھا، ابھی یہاں پہنچا ہوں۔ میرے پاس ایک امانت ہے، مال غنیمت میں سے کچھ میرے پاس تھا، وہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے آیا ہوں۔ جب اسے کھولا تو وہ وہی کسریٰ کے کنگن تھے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت سراقہ ؓ کو بلایا اور فرمایا کہ سراقہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا سفر یاد ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ فرمایا تھا کیا تمہیں یاد ہے؟ انہوں نے کہا حضرت! کیا وہ بات

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بھولنے والی ہے؟ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ویسے تو مرد کے لیے سونے کا زیور پہننا جائز نہیں ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی پوری کرنے کے لیے تمہیں پہنا رہا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ عبدالرحمٰنؓ! جس قوم کے سپاہی اتنے دیانت دار ہوں اس قوم کو کون شکست دے سکتا ہے؟

اس سپاہی کے پاس سونے کے کنگن تھے، سونے کے کنگن ہونے کی اپنی مالیت اور کسریٰ کے کنگن ہونے کی اپنی مالیت تھی۔ اس نے فارس سے وہ کنگن اٹھائے اور مدینہ منورہ لا کر حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش کیے۔ اس لیے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جس قوم کے سپاہی اتنے دیانت دار ہوں، اس قوم کو کون شکست دے سکتا ہے۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ حضرت! جس امت کا امیر اور حکمران آپ جیسا عادل اور امانت دار ہو، تو اس کے سپاہی بھی ایسے ہی ہوں گے کیونکہ الناس علی دین ملوکھم۔

حضرت عدیؓ حضرت عمرؓ کے زمانے میں فرما رہے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی دو باتیں تو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں اور تیسری بات کے انتظار میں ایسے ہوں جیسے رات کو آدمی سوتا ہے اور اسے یقین ہوتا ہے کہ میں اٹھوں یا نہ اٹھوں، سورج صبح ضرور نکلے گا۔

جبکہ تیسری بات بھی حضرت عمرؓ کے زمانے میں پوری ہو گئی تھی۔ اسلامی معاشیات کی معروف کتاب ''کتاب الاموال'' میں روایت مذکور ہے۔ میں پڑھے لکھے دوستوں سے عرض کرتا ہوں کہ ہمارا ایک المیہ یہ ہے کہ ہم پڑھتے نہیں ہیں اور اگر پڑھتے بھی ہیں تو اپنی کتابیں نہیں پڑھتے، ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بھی مستشرقین سے پڑھتے ہیں کہ ولیم میور نے یہ لکھا ہے اور واٹ اور فلپ کے حتی نے یہ لکھا ہے۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بھی مستشرقین سے پڑھتے ہیں، اپنی کتابیں نہیں پڑھتے۔ انگریزی زیادہ پڑھ جاتے ہیں، اردو پڑھنی نہیں آتی اور عربی تو بالکل آتی ہی نہیں ہے۔ انگلش میں جس قدر ڈوب جاتے ہیں وہاں اردو بھی یاد نہیں رہتی۔ اس لئے ہم سیرت بھی انگریزی میں پڑھتے ہیں اور قرآن بھی انگریزی میں پڑھتے ہیں اور مستشرقین ولیم میور، واٹ اور منٹگمری کو پڑھتے ہیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا لکھا ہے اور جو انہوں نے لکھا ہے آمنا و صدقنا ہم اسے تسلیم کر لیتے ہیں۔ ہماری نئی نسل کا یہ المیہ ہے کہ اپنی کتابیں پڑھتے نہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ یہ کیسے ہے اور وہ کیسے ہے؟ ہمارا معاشی نظام کیا ہے؟ ہم پڑھیں گے تو پتہ چلے گا۔ اس پر تیسری صدی کی دو کتابوں کا حوالہ دیتا ہوں جو معاشیات کے موضوع پر آج بھی کلاسیکل اور سٹینڈرڈ کتابیں ہیں۔ ایک امام ابو یوسفؒ کی کتاب الخراج اور دوسری امام ابو عبیدؒ کی کتاب الاموال جو کہ اصل عربی میں ہیں اور دونوں کا اردو اور انگلش ترجمہ بھی موجود ہے۔ میں ماہرین معیشت سے کہا کرتا ہوں اور آج بھی پورے شرح صدر سے کہتا ہوں کہ یہ دو کتابیں پڑھ لو، اس کے بعد اگر معیشت کے بارے میں کوئی سوال ذہن میں آئے تو مجھ سے پوچھ لینا۔ میں بتاؤں گا کہ کیا ہے؟ ہم نے اپنا لٹریچر پڑھنا ہی چھوڑ دیا ہے اور اسلام اور سیرت نبوی بھی انگریزوں سے پڑھتے ہیں۔ ہمیں اپنا لٹریچر پڑھنا چاہیے اور اس پر میں نے دو کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ ایک امام ابو یوسف کی کتاب الخراج جو انہوں نے عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے تقاضے پر تحریر کی تھی۔ ہارون الرشید نے امام ابو یوسف سے تقاضہ کیا تھا کہ ہمارا مالیات کا نظام کیسا ہونا چاہیے۔ مالیات کہاں سے وصول کیے جائیں، کہاں خرچ کیے جائیں۔ اس پر ایک قانون تحریر کریں۔ چنانچہ امام ابو یوسف نے اس پر کتاب الخراج کے نام سے پورا سسٹم لکھ کر دیا جو کہ عباسی دور میں نافذ العمل قانون رہا ہے۔ اسی طرح کتاب الاموال امام ابو عبید کی معیشت کے باب میں کلاسیکل کتاب ہے۔

یہ میں نے درمیان میں عرض کر دیا کہ پڑھنے کی عادت ڈالو اور پڑھنا ہے تو اسلام کو انگریزوں سے نہ پڑھو بلکہ اپنے بزرگوں سے پڑھو۔ کیا انگریز تمہیں اسلام کے بارے میں صحیح بات بتائیں گے؟ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ولیم میور اور واٹ سے پڑھو گے تو صحیح پڑھو گے؟ اس لیے اپنی کتابیں پڑھنے کی عادت ڈالو اور پڑھنے کا ذوق پیدا کرو۔ امام ابو عبیدؒ کی کتاب الاموال جو تیسری صدی کی کتاب ہے اور تینوں زبانوں عربی، اردو، انگلش میں موجود ہے، بلکہ شاید جرمن میں بھی ہے اور میری خواہش ہے کہ کوئی چائنا میں اس کا ترجمہ کر دے کیونکہ آنے والا دور چائنہ کا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب میں یہ واقعہ نقل کیا ہے، جو میں اس پر عرض کر رہا ہوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مشن، اپنی دعوت اور اپنی تعلیمات کے جو نتائج بیان فرمائے تھے، حضرت عدیؓ فرماتے ہیں کہ ان تین صورتوں میں سے دو تو میں دیکھ چکا ہوں اور تیسری کے انتظار میں ہوں۔ یہ تیسری بات بھی حضرت عمرؓ کے زمانے میں پوری ہو گئی تھی۔

امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ کے زمانے میں یمن کے گورنر حضرت معاذ بن جبلؓ تھے۔ حضرت معاذ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی یمن کے گورنر رہے ہیں اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے دور میں بھی یمن کے گورنر رہے ہیں۔ امام ابوعبیدؒ نے کتاب الاموال میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے ایک سال اپنے صوبے سے زکوۃ، جزیہ، خراج اور عشر وغیرہ وصول کیا جس کو ہم ریونیو کہتے ہیں جس طرح حکومت کے محکمے ریونیو لیتے ہیں۔ ہمارے ہاں ریونیو وصول کرنے والے دو محکمے ہیں۔ زمینداروں سے وصول کرنے والا محکمہ مال ہے تحصیلدار وغیرہ۔ اور شہریوں سے وصول کرنے والا انکم ٹیکس آفیسر ہے جو تاجروں اور صنعتکاروں سے ٹیکس وصول کرتا ہے۔ حضرت معاذؓ کو اپنے صوبے سے سال بھر کا جو ریونیو وصول ہوا۔ انہوں نے اس کا تیسرا حصہ مرکز کے کسی مطالبے کے بغیر مرکز کو بھیج دیا۔ حالانکہ صوبہ مرکز سے لیا کرتا ہے، لیکن یہاں صوبہ ایک تہائی بجٹ مرکز کے مطالبے کے بغیر مرکز کو بھیج رہا ہے۔ اس پر مرکز کو خوش ہونا چاہیے، مگر حضرت عمرؓ ناراض ہوئے اور حضرت معاذؓ کو خط لکھا کہ معاذ تم تو عالم آدمی ہو۔ تمہیں پتہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالیات کا یہ اصول بیان فرمایا ہے تؤخذ من اغنیائھم وترد الی فقرائھم کہ زکوۃ اور صدقات جس علاقے کے مالداروں سے وصول کیے جائیں، اسی علاقے کے مستحقین پر تقسیم کیے جائیں تاکہ بیلنس ہو جائے۔ یہ بیلنس کا الگ مسئلہ ہے، اسلام معیشت میں توازن قائم کرتا ہے، قرآن مجید میں ایک جگہ ارشاد ہے کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم معیشت کی بنیاد کے طور پر قرآن مجید نے یہ جملہ بیان فرمایا ہے کہ دولت کو مالداروں میں ہی نہیں گھومتے رہنا چاہیے، بلکہ نیچے بھی آنا چاہیے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت معاذؓ سے کہا کہ تم نے یہ رقم مجھے کیوں بھیجی ہے، یہ تو یمن کے لوگوں کا حق ہے۔ اس پر حضرت معاذؓ نے جواب دیا کہ اپنے صوبے کے خراجات پورے کرنے کے بعد یہ فاضل بجٹ تھا جو بچ گیا اور میں نے آپ کو بھیج دیا۔ اس رقم کا میرے پاس کوئی مصرف نہیں تھا اس لئے آپ کو بھیجی ہے۔

اگلے سال حضرت معاذؓ نے اپنے صوبے کا نصف ریونیو مرکز کو بھیج دیا اور ساتھ لکھا کہ یہ رقم بچ گئی ہے۔ اس سے اگلے سال دو تہائی مرکز کو بھیج دیا اور اس سے اگلے سال پورے کا پورا بجٹ مرکز کو بھیج دیا کہ اللہ کے قانون کی برکت سے اور آپ جیسے عادل حکمران کے عدل کی برکت سے آج میرے صوبے میں ایک بھی مستحق نہیں ہے جس پر خرچ کرسکوں۔ لہٰذا سارا ریونیو آپ کو بھیج رہا ہوں۔

اس دور میں ایک اسلامی حکومت کی ضروریات کیا ہوتی تھیں، اس کی ایک جھلک بھی دیکھ لیں۔ ایک

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اسلامی ریاست کے مصارف کیا ہیں؟ اس پر بیسیوں واقعات میں سے ایک واقعہ ذکر کرتا ہوں۔ مؤرخین نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ بازار میں جا رہے تھے کہ ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا جو دکانوں سے بھیک مانگ رہا تھا۔ حضرت عمرؓ کھڑے ہو گئے، غور سے دیکھا، اور اپنے ایک ساتھی سے ایک جملہ کہا اور یہ جملہ حضرت عمر ہی کہہ سکتے ہیں کہ ''ہم نے تو اپنے سسٹم میں کوئی ایسی کمزوری نہیں رہنے دی کہ کسی کو کسی سے مانگنے کی ضرورت پڑے۔'' میں یہ جملہ پڑھ کر کانپ جاتا ہوں کہ ہم نے تو اپنے نظم میں کوئی ایسا جھول نہیں رہنے دیا کہ کسی کو کسی سے مانگنا پڑے، پھر یہ بزرگ کیوں مانگ رہا ہے۔ اس کو بلاؤ یہ کون ہے؟ اسے بلا کر پوچھا کہ کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں یہودی ہوں۔ اس سے پوچھا کہ کہاں ہوتے ہو؟ اس نے علاقہ بتایا۔ اس سے پوچھا کہ تم مانگ رہے ہو؟ اس نے کہا جی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ کیا تمہیں بیت المال سے وظیفہ نہیں ملتا؟ اس نے کہا کہ وظیفہ ملتا ہے؟ اس پر حضرت عمرؓ نے اس سے پوچھا کہ وہ وظیفہ تمہاری ضروریات کے لیے کافی نہیں ہوتا؟ اس نے بتایا کہ کافی ہوتا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اس سے پوچھا کہ پھر مانگ کیوں رہے ہو؟ اس نے کہا کہ مجھے سال کے بعد جزیہ دینا ہے۔ اور میرے پاس جزیہ دینے کی گنجائش نہیں ہے، اس لیے مانگ رہا ہوں۔

جزیہ یہ ہے کہ غیر مسلم مسلمان فوج میں بھرتی نہیں ہوں گے، فوجی ذمہ داریوں سے مستثنیٰ ہوں گے، ان کی حفاظت ریاست کے ذمے ہے۔ وہ حفاظت کے نظام کے لیے فوج میں شریک نہیں ہوں گے۔ اس کے عوض وہ ٹیکس دیں گے، یہ ٹیکس جزیہ ہے۔ وہ فوجی بھرتی سے مستثنیٰ ہیں، کیونکہ اسلامی جنگ جہاد ہے اور وہ تو جہاد پر یقین نہیں رکھتے، وہ اپنے عقیدے کے خلاف کیونکر جنگ کریں گے۔ اس لیے اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہری فوجی ذمہ داریوں سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ اپنے عقیدے کے خلاف کیسے لڑیں گے، ان کو بھرتی کرنا ان کو لڑائی کے لیے مجبور کرنا ہے۔ اس بھرتی سے استثناء کے عوض میں ان پر ٹیکس لازم ہے۔ جسے جزیہ کہتے ہیں۔

اس یہودی نے کہا کہ بیت المال سے جو وظیفہ مجھے ملتا ہے اس سے میرا سال بھر کا خرچہ تو پورا ہو جاتا ہے، لیکن میں نے سال کے بعد جزیہ بھی دینا ہوتا ہے اور جزیہ کے لیے میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ اس لیے کچھ لوگوں سے مانگ کر اپنے جزیہ کی رقم جمع کرا دوں گا، اس لیے مانگ رہا ہوں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے ایک جملہ کہا اور یہ بھی وہ ہی کہہ سکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ساتھی سے کہا کہ یہ انصاف کی بات نہیں ہے کہ ان کی جوانی کی کمائی ہم کھائیں اور بڑھاپے میں ہم ان کو لوگوں کے دروازوں پر ہاتھ پھیلانے کے لیے چھوڑ دیں۔ ایسا نہیں ہوگا۔ اس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بزرگ سے کہا کہ مانگنا چھوڑو، صبح آنا تمہارا مسئلہ حل کروں گا۔ حضرت عمر نے صبح شوریٰ بلالی کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ لوگ جوانی میں کماتے ہیں، ہمیں ٹیکس کے ذریعے کھلاتے ہیں اور بڑھاپے میں یہ مانگ کر گزارا کرتے ہیں۔ اس لیے قانون بدل دیا کہ جو غیر مسلم کمانے کے قابل نہیں رہے گا، اس کا جزیہ ختم کر دیا۔ یہ میں آسمان کی کہانیاں بیان نہیں کر رہا، زمینی واقعات بیان کر رہا ہوں۔ فرشتوں کے ماحول کی بات نہیں کر رہا، بلکہ انسانوں کے ماحول کی بات کر رہا ہوں۔ یہ تاریخ کے ریکارڈ پر ہیں، لیکن ہم پڑھیں تو سہی۔

حضرت عدی بن حاتمؓ نے فرمایا کہ جو باتیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھیں وہ میں نے اپنی زندگی میں دیکھ لی ہیں۔ جناب نبی کریم ﷺ نے اپنی تعلیمات پر عمل کے نتیجے کے طور پر آخرت کی نجات کا وعدہ تو کیا ہے، دنیا کے نظام کی اصلاح بھی بیان فرمائی ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں یہ ارشاد فرمایا ہے ولو ان اھل القریٰ امنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض کہ بستیوں والے اگر ایمان لے آئیں اور تقویٰ اختیار کر لیں تو ہم آسمان اور زمین سے رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھول دیں گے۔ اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی تعبیر فرمائی کہ میری تعلیمات پر عمل کر کے تو دیکھو، دنیا کا امن، دنیا کی خوشحالی، دنیا کا سکون بھی اسی میں ہے، اس لیے آج جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا میرے، آپ کیلئے، پاکستانی قوم، امت مسلمہ اور پوری نسل انسانی کے لیے یہی پیغام ہے کہ صحیح ٹریک پر واپس آؤ، ورنہ لڑھکتے رہو گے، اور برباد ہوتے رہو گے۔ اس لیے صحیح ٹریک پر آنا ہوگا اور صحیح ٹریک اللہ اور اس کے رسول کے احکامات، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

ٹیکسوں کی ضرورت واہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہے، لوگ ٹیکس دیتے ہیں اور بہت سے نہ دینے والے بھی دینے کیلئے تیار ہیں مگر ٹیکسوں کے تعین اور وصولی کے نظام کو منصفانہ اور شفاف بنائے بغیر اس سلسلہ میں اعتماد کی فضا قائم نہیں کی جاسکتی۔

حضرت مولانا زاھدالراشدی صاحب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

[خطاب] مولانا محمد فیاض خان سواتی
[ضبط وترتیب] محمد حذیفہ خان سواتی

زنا کاری کے اسباب، نقصانات اور تدارک

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰی، خُصُوْصاً عَلٰی سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ نُجُوْمِ الْهُدٰی، اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًاo

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ، وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ، وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

محترم حاضرین وبرادران اسلام وخواتین محترمات!

تمہید

میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم پندرہویں پارہ میں سے ''سورۃ بنی اسرائیل'' کی آیت نمبر۳۲ تلاوت کی ہے، جس کی روشنی میں آج میں زنا اور بدکاری کے حوالے سے جو نقصانات پیدا ہوتے ہیں، ان کے بارے میں کچھ شعوری باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں، دنیا میں عموماً اور ہمارے ملک پاکستان میں خصوصاً زنا کاری کی بہت شدید لہر آئی ہوئی ہے، بدکاری بام عروج پر ہے، قتل وقتال جاری ہے، ایسے میں قوم کی ذہن سازی کرنا اہل علم کا کام ہے، قوم کو پتہ ہونا چاہئے کہ زنا کیا ہے، اس کے کیا نقصانات ہوتے ہیں اور اس سے بچنا کیوں ضروری ہے، یہ اللہ کا حکم ہے اور اس پر حدود وتعزیرات بھی مقرر ہیں۔

تلاوت کردہ آیت کا ترجمہ ومفہوم

سب سے پہلے اس آیت کا ترجمہ ومفہوم عرض کرتا ہوں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ بنی اسرائیل کے اس مقام میں بہت سی برائیوں سے رکنے کا حکم دیا ہے، جن میں سے ایک مستقل آیت یہ ہے، فرماتے ہیں وَلَا تَقۡرَبُوا الزِّنٰۤی اور تم زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، زنا کو انجام دینا اور اس کا ارتکاب تو بہت آگے کی بات ہے، فرمایا کہ اس کے قریب بھی نہ جاؤ، زنا کیلئے جو چیزیں دعوت دیتی ہیں، وہ زنا ہی کا پیش خیمہ ہوتی ہیں، لہٰذا ان کے قریب بھی نہیں جانا چاہئے، دو وجوہات اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمائی ہیں، ایک یہ کہ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً بے شک زنا بڑی بے حیائی کا کام ہے، جسے اللہ تبارک وتعالیٰ بے حیائی کا کام کہیں اس سے بڑی بے حیائی اور کیا ہو سکتی ہے؟ چنانچہ اس بے حیائی کا اثر بہت سی چیزوں پر پڑتا ہے، خصوصاً تین چیزوں پر زیادہ پڑتا ہے، ایک انسان کے نسب پر، دوسرا اس کے اخلاق پر اور تیسرا اس کے دین پر، تینوں چیزیں برباد ہو کر رہتی ہیں، اس کام کی وجہ سے نہ انسان کی اولاد کا صحیح پتہ چلتا ہے، نہ اس میں اخلاق کی بات ہے، جو اللہ ہی کی بات کو رد کر رہا ہے اس کو کیسے با اخلاق کہا جا سکتا ہے، جبکہ اس کا دین بھی تباہ و برباد ہو جاتا ہے کہ یہ شخص سراسر خدا کے ساتھ بغاوت کرنے والا ہوتا ہے۔

دوسری بات اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ ارشاد فرمائی وَسَآءَ سَبِيۡلًا اور یہ زنا بہت برا راستہ ہے، یہ برا راستہ کس طرح ہے، اس کی تفسیر قرآن کریم کی تفسیر کرنے والے مفسرین کرامؒ نے اپنے اپنے انداز سے بیان فرمائی ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے صاحبزادے حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ نے اپنے قرآن کریم کے حاشیے میں اس برے راستے کی نشاندہی ان الفاظ کے ساتھ کی ہے کہ جب کوئی آدمی کسی دوسرے کی ماں، بہن، بیوی، بیٹی، خالہ، پھوپھی اور رشتے دار خواتین پر بری نظر ڈالتا ہے تو یہ برا راستہ اختیار کرنے والا ہوتا ہے، زنا کے اسباب اختیار کرتا ہے اور پھر اس سے آگے بڑھتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بدلے میں دوسرا آدمی بھی اس کی ماں، بہن، بیوی، بیٹی اور رشتے دار خواتین پر اسی طرح نظر ڈالتا ہے، یہ برا راستہ ہے جو اس نے خود ایجاد اور اختیار کیا تھا، چنانچہ پھر لوٹ کر اسی پر آتا ہے، حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ نے بڑے عام فہم انداز میں بات کو سمجھایا ہے کہ جو زنا اور اس کے اسباب کی طرف جائے گا، کسی کی ماں، بہن کی طرف بری نظر سے دیکھے گا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ بدلے میں اس کی ماں، بہن کو بھی بری نظر سے دیکھا جائے گا، لوگ تو بدلہ لیتے ہی ہیں، وہ بھی اس کی ماں، بہن، بیوی اور بیٹی وغیرہ پر اسی قسم کی نظر ڈالیں گے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس دنیا کو صحیح طرز پر قائم رکھنے کیلئے میاں بیوی کیلئے نکاح کی صورت میں جائز تعلق رکھا ہے، نکاح کے علاوہ کوئی جائز صورت نہیں ہے، اس وجہ سے معاشرے میں نکاح کو رواج دینا چاہئے، اس کے راستے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میں جو مشکلات، رکاوٹیں اور رسومات ہیں، جن کی وجہ سے نکاح میں دشواریاں ہوتی ہیں، ان کو ختم کرنا چاہئے۔

فلاح پانے والے مومنین کی ایک اہم ترین صفت

میں سورۃ مومنون کی ابتدائی آیات کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ تحقیق کامیاب ہوگئے ایمان والے لوگ، کون سے ایمان والے؟ ان کی بہت سی صفات اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیان کی ہیں، ان میں سے جو آیات میرے موضوع سے متعلق ہیں، ان کا ترجمہ ومفہوم اس طرح ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ وہ مومن جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، وہ کامیاب ہونے والے ہیں، اپنی شرمگاہوں کے جائز استعمال کے درست طریقے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے بتا دیے ہیں اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ نکاح کر کے اپنی بیویوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور اگر اسلامی نظام ہو تو اس میں بغیر نکاح کے لونڈیوں سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں، یہ معاملہ اسلام کے ابتدائی دور میں نافذ رہا ہے، اب نہیں ہے، قرب قیامت میں پھر اس کے نافذ ہونے کا امکان ہے، تو یہ دو طریقے ہیں، ان میں سر دست صرف ایک ہی طریقہ ہے، کیونکہ ۱۹۴۸ء میں اقوام متحدہ نے پوری دنیا کے ممالک سے مل کر شخصی غلاموں اور لونڈیوں کا سلسلہ ختم کر دیا تھا، اس لیے اب ایک ہی صورت رہ گئی ہے اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ یعنی اپنی بیویوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یہ جائز تعلق ہے جو نکاح کی صورت میں ہوتا ہے، اس پر گواہ مقرر ہوتے ہیں، سر عام ہوتا ہے، اس کی تشہیر کرنی چاہئے، اس کے مقابلے میں زنا اور بدکاری چھپ کر کرتے ہیں تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے، اسلام نے اس کی نفی کی ہے، نکاح اور باندیوں سے فائدہ اٹھانے کے علاوہ اگر کوئی آدمی تیسرا راستہ اختیار کرے گا، یعنی زنا اور بدکاری کا کوئی بھی طریقہ چنے گا تو اس کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے صراحت فرما دی ہے کہ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ جنھوں نے ان دو راستوں کے علاوہ کوئی راستہ اختیار کیا تو وہ تعدی اور ظلم کرنے والے ہیں، وہ فلاح پانے والے مومن نہیں ہیں بلکہ ظالم لوگ ہیں۔

زنا کے دو بنیادی اسباب

جب تک کسی سوسائٹی میں صحیح بات کو رواج نہ دیا جائے اور اس کے راستے میں خود ساختہ چیزیں رکاوٹ ہوں تو ایسا معاشرہ کبھی فلاح نہیں پا سکتا، دیکھا جائے تو اس وقت ہمارے معاشرے میں زنا کے دو بنیادی اسباب ہیں، جن کی وجہ سے بدکاری ہماری سوسائٹی میں اس قدر پھیل گئی ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

[۱] نکاح میں رکاوٹیں

آج ہر گھر، ہر خاندان اور ہر علاقے میں مختلف رسومات سرایت کر چکی ہیں، خصوصاً نکاح کے حوالے سے اتنی رکاوٹیں ہیں کہ الامان والحفیظ، مثلاً جہیز کی رسم، یہ اس قدر عجیب رسم ہے کہ اس کی وجہ سے بچیاں بیٹھے بیٹھے بوڑھی ہو جاتی ہیں، غریب والدین جہیز کا بندوبست نہیں کر سکتے، جو شریف ہوتی ہیں وہ گھر میں بیٹھی رہتی ہیں اور جو شریف نہیں ہوتیں وہ دوسرا راستہ اختیار کرتی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر انسان مرد ہو یا عورت اس کے ساتھ تین چیزیں جوڑ دی ہیں، کھانا، پینا اور جنسی خواہش، ان تین چیزوں کے بغیر کوئی نہیں رہ سکتا، نہ کوئی کھانے پینے کے بغیر رہ سکتا ہے اور نہ جنسی خواہش کے بغیر، جس کی جائز طریقے سے یہ خواہشات پوری ہوں تو ٹھیک ہے، لیکن اگر کسی کو جائز طریقے سے یہ چیزیں نہیں ملیں گی تو وہ غلط راستہ اختیار کرے گا، بچوں اور بچیوں کے زنا کی طرف مائل ہونے کے حوالے سے یہ بنیادی پوائنٹ ہے، رسومات ہماری آڑے آئی ہوئی ہیں، میرا ناک کٹ جائے گا، فلاں نے اتنا جہیز دیا ہے تو میں نے بھی اتنا جہیز دینا ہے، ان رسومات کو ختم کرنے کی ضرورت ہے، اگر نکاح آسان ہو تو لوگ بچیوں کو بوجھ نہ سمجھیں، آج بچیوں کو کیوں بوجھ سمجھا جاتا ہے؟ اس کی مین وجہ یہی ہے کہ لڑکے والے لالچ میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ وہ ایسی لڑکی بیاہ کر لائیں جو اتنا جہیز دے، اتنا سونا دے، اتنے پیسے بینک اکاؤنٹ میں ڈالے، یہ ساری باتیں ہمارے سامنے دارالافتاء میں آتی رہتی ہیں، ان کو ختم کرنے کی اشد ضرورت ہے، جب تک یہ رسومات ختم نہیں ہوں گی، اس وقت تک سوسائٹی صحیح راستے پر نہیں چل سکے گی، زنا کے اسباب تو ہم خود پیدا کر رہے ہیں۔

[۲] دین سے دوری

دوسرا سبب زنا کے پھیلنے کا دین سے دوری ہے، جیسا کہ آج کل پاکستان میں یہ لہر آئی ہوئی ہے، نوجوان لڑکے اور لڑکیاں عموماً زنا کرتے ہیں، آج کل تو چھوٹی بچیوں کو بھی نہیں چھوڑا جا رہا، کوئی چار سال کی ہے، کوئی سات سال کی ہے، کوئی نو سال کی ہے، آپ نے اس ہفتے میں کتنی خبریں پڑھیں، مردان، قصور، ڈیرہ اسماعیل خان، کراچی، غرضیکہ پورے ملک میں یہ چیز ناسور کی طرح پھیل گئی ہے، یہ حیوانیت کیوں سوار ہے؟ اس کی وجہ دین سے دوری ہے، ہماری سوسائٹی اور کلچر میں ان چیزوں کا رواج ہو رہا ہے جو غیر مسلم بڑی تیزی کے ساتھ ہر جگہ پھیلانا چاہتے ہیں، میں اس پر عرض کرتا ہوں، سب سے پہلے زنا کے بارے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا اس کی نفی فرمائی ہے اور حضور نبی اکرمؐ نے اپنی احادیث میں اس بارے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میں اتنی تعلیمات دی ہیں کہ اس کا کوئی پہلو تشنہ نہیں رہتا۔

زنا کی سزا اور اس کی حکمت

یہ اتنا قابل مواخذہ جرم ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود اس کی سزا قرآن کریم میں مقرر فرمائی ہے، سورۃ النور میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِىْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ زنا کرنے والا مرد اور زنا کرنے والی عورت، اگر زنا ثابت ہو جائے اور وہ غیر شادی شدہ ہیں تو ان کو سو کوڑے لگاؤ، حضورؐ نے اس کی تفسیر فرمائی کہ اگر شادی شدہ ہیں تو ان کو سنگ سار کیا جائے، یہ اس قدر گھمبیر جرم ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل ایمان کو یہ بات بڑی کھل کر بیان فرمائی ہے کہ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اللہ کے دین کے معاملے میں تمہارے دل میں نرمی نہیں پیدا ہونی چاہئے کہ فلاں کو کوڑے لگیں گے، اس کو سنگسار کیا جائے گا اور ختم ہو جائے گا، اللہ نے خود ایک چیز مقرر کی ہے تو اس میں نرمی برتنے کی اجازت نہیں ہے اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اگر تم اللہ پر اور آخرت کے دن پر یقین رکھتے ہو، ایمان رکھتے ہو تو تمہارے دل میں نرمی نہیں پیدا ہونی چاہئے، بلکہ حدود اللہ کا نفاذ ہونا چاہئے، اسی وجہ سے حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا اَقِيْمُوْا الْحَدَّ عَلَى الْقَرِيْبِ وَالْبَعِيْدِ حد قریبی پر بھی نافذ کرو اور دور والے پر بھی نافذ کرو، اللہ کی حد قائم کرنے میں تمہارے دل میں کوئی وسوسہ نہیں آنا چاہئے، حد جب قریبی اور دور والے پر یکساں نافذ ہوگی تو معاشرہ اس برائی سے بالکل پاک صاف ہو جائے گا، اس کے برعکس جب قریبی رشتہ دار کو موقع دے کر چھوڑ دیا جائے گا، رشوت لے لی جائے گی، سفارش کر دی جائے گی، اور کمزور لوگوں کو پکڑ کر سزا دی جائے گی تو معاشرے میں مزید خرابی پیدا ہوگی، اصلاح نہیں ہوگی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اس قسم کی سزا ہے کہ کسی کے دل میں نرمی پیدا نہیں ہونی چاہئے، جب اس سزا کو نافذ کیا جائے تو اس کی تشہیر کی جائے اور اس کو سرعام نافذ کیا جائے، وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ جب ان کو سزا دی جائے تو مسلمانوں کا ایک گروہ وہاں موجود ہونا چاہئے، یہی سزا کا مقصد ہے، پورے شہر میں اعلان ہو کہ آج فلاں چوک اور فلاں میدان میں فلاں چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا، فلاں زانی کو دُرے لگائے جائیں گے، فلاں کو سنگسار کیا جائے گا، اس کی حکمت یہ ہے کہ لوگ اس کو دیکھ کر عبرت حاصل کریں گے اور اس فعل شنیع کی طرف کوئی آدمی قدم اٹھانے کی کوشش بھی نہ کرے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

زنا کی روک تھام کے دو طریقے

ہمیں حکومت کی طرف سے آرڈر آجاتا ہے کہ لوگوں میں اس کا شعور پیدا کریں، بھئی! ہم تو ہمیشہ شعور پیدا کرتے ہیں، یہ شعور ہی پیدا ہو رہا ہے، آپ کو بتایا جا رہا ہے، لیکن صرف شعور پیدا کرنے سے جرائم ختم نہیں ہوا کرتے، جرائم صرف قانون کے ساتھ بھی نہیں، بلکہ قانون پر عملدرآمد کے ساتھ اور مساوات کی بنیاد پر ختم ہوتے ہیں، پھر معاشرہ صحیح ہوتا ہے، ورنہ صحیح نہیں ہوتا۔

حضور نبی اکرمؐ نے دونوں طریقے اختیار فرمائے، آپ نے اخلاقی طور پر بھی سمجھانے کی کوشش کی، آپ چونکہ خلیفۃ اللہ تھے، اس لیے حد کو اپنے سامنے نافذ بھی کیا ہے، قرآن کریم کی تفاسیر، احادیث اور تواریخ میں ایک واقعہ ملتا ہے کہ جناب رسول اللہؐ نے اس حوالے سے کیسے اخلاقی تعلیم دی۔ ایک آدمی آپ کی خدمت میں آیا، قبیلہ بنی فضیل سے تعلق رکھتا تھا، عربوں کا مشہور قبیلہ ہے، جناب رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر زنا کی اجازت طلب کرنے لگا، مجلس میں موجود صحابہ کرامؓ غصے میں آگئے، سختی کے ساتھ اس کو منع کرنے لگے، جناب رسول اللہؐ نے ان کو منع فرما دیا، آپ کا اخلاق یہ تھا، آپ کے سامنے یہ بات آرہی تھی کہ میں اس کو سمجھاؤں گا تو سمجھ جائے گا، کچھ باتیں سمجھانے کی بھی ہوتی ہیں اور ہر آدمی کی بات بھی کوئی نہیں سمجھتا، جو طریقے سے بات سمجھائے اسی کی بات سمجھ میں آتی ہے، جناب رسول اللہؐ نے صحابہ کرامؓ کو منع فرمایا اور اس آدمی کو اپنے پاس بٹھا لیا، کیونکہ وہ زمانہء جاہلیت سے ابھی نیا نیا اسلام میں آیا تھا، زمانہ جاہلیت میں وہ ایسے سارے کام کرتے تھے، بدکاری بھی کرتے تھے، شراب نوشی بھی کرتے تھے، چوری ڈاکے بھی ڈالتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے، جناب رسول اللہؐ نے اس کو اپنے پاس بٹھا کر بڑے پیار کے ساتھ اس سے ایک بات پوچھی، وہ شخص آپ سے زنا کی اجازت لینے کیلئے آیا تھا، کوئی اور ہوتا تو اس کے منہ پر تھپڑ لگاتا، لیکن اخلاقی طور پر اس طرح سمجھانے کی بھی ضرورت ہوتی ہے، جناب رسول اللہؐ نے اس آدمی سے پوچھا کہ کیا تیری ماں، بیٹی، بہن، بیوی اور خالہ ہے؟ آپ نے اس سے خواتین کے بہت سے قریبی رشتے پوچھے جن کے ساتھ آدمی نکاح نہیں کرسکتا، اس نے کہا میرے یہ رشتے موجود ہیں، آپ نے اس آدمی سے کہا کہ تو مجھے یہ بتا کہ جس کام کی تو مجھ سے اجازت طلب کر رہا ہے، تو کسی نہ کسی کی ماں، بہن، بیوی، بیٹی یا کسی اور خاتون رشتے دار کے ساتھ یہ کام کرے گا؟ اس نے کہا ہاں، جناب رسول اللہؐ نے فرمایا مجھے یہ بتا کہ اگر کوئی اور آدمی آکر تیرے ان رشتے داروں کے بارے میں مجھ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سے اجازت طلب کرے تو تیرا کیا رویہ ہوگا، کوئی دوسرا آدمی آجاتا ہے، جیسے تو مجھ سے اجازت طلب کر رہا ہے، ظاہر بات ہے کہ تو کسی کی ماں، بہن، بیٹی سے بدکاری کرے گا، اگر کوئی دوسرا آدمی آ کر تیری ماں، بہن، بیٹی کیلئے اسی طرح کی اجازت طلب کرتا ہے تو تیرا رویہ کیا ہوگیا، کیا تو اس کو صحیح سمجھے گا؟ اور خوشی کے ساتھ اجازت دے گا؟ اس نے کہا نہیں، میں تو کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتا، جناب رسول اللہؐ نے اس کو پیار کے ساتھ سمجھایا، کہ دنیا میں جتنی بھی خواتین ہوتی ہیں یہ کسی نہ کسی کی ماں، بہن بیوی، بیٹی اور رشتے دار ہوتی ہیں، جب تم کسی کی طرف بری نظر سے دیکھو گے، برائی کا ارتکاب کرو گے تو کل تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا، آپ نے بڑے پیار کے ساتھ اس کے ذہن میں بات ڈالی، اس نے سوچا کہ یہ بڑی عجیب بات ہے، بات اس کو سمجھ میں آ گئی، جب بات سمجھ میں آ گئی تو جناب رسول اللہؐ نے اس کیلئے دعا فرمائی، نبی اکرمؐ نے فرمایا یا اللہ! اس کے گناہ معاف فرما دے اور اس کو ان چیزوں سے محفوظ رکھ اور نجات نصیب فرما، تاریخ، احادیث اور تفسیر کی کتابوں میں موجود ہے کہ حضورؐ کے اس اخلاقی طور پر سمجھانے اور دعا کرنے سے اس پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے سچی توبہ کر لی، اس کے بعد سوسائٹی میں اس آدمی نے ایسی زندگی گزاری کہ کبھی نظر اٹھا کر بھی کسی کی طرف نہیں دیکھا۔

زنا کی شناعت

نظر اٹھا کر دوسرے کی ماں، بہن، بیٹی کی طرف دیکھنا، یہ زنا کا آغاز اور پیش خیمہ ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جب آدمی کسی غیر محرم کو دیکھتا ہے تو پھر اس پر فریفتہ ہوتا ہے، پھر آگے بات چلتی ہے اور انتہا تک پہنچتی ہے۔

حضور نبی اکرمؐ نے زنا کی بڑی شناعت بیان فرمائی ہے، ایک حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ جناب رسول اللہؐ نے زناکار کے بارے میں یہ فرمایا اَلزَّانِیُ کَعَابِدِ وَثَنٍ زانی کی مثال ایسے ہے جیسے کسی بت کی پوجا کرنے والا۔ خدا کے علاوہ کسی بت مثلاً لات، منات عزیٰ وغیرہ کی پوجا کرنے والا، یعنی اس قدر شنیع کام ہے۔

حضور نبی اکرمؐ نے یہ بھی فرمایا کہ زناکار پر ساری زمین پر رہنے والے اور سارے آسمانوں پر رہنے والے لعنت بھیجتے ہیں۔ جو اس کو جائز سمجھ کر کرتا ہے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہوگا اور جہنم میں جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا ایسے بدکار مرد اور بدکار عورتیں جہنم میں جب جائیں گے تو ان کے اعضائے مستورہ سے اتنی بدبو آئے گی کہ جہنم والے بھی ان کی بدبو سے بھاگیں گے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

زنا اور رشوت کی تباہ کاریاں

امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد میں ایک حدیث نقل کی ہے، وہ آپ کو سنا کر بات کو ختم کرتا ہوں، اس حدیث کو بیان کرنے والے حضرت عمرو بن عاصؓ ہیں، جو حضور نبی اکرمؐ کے جلیل القدر صحابی ہیں، زنا کا ہمارے معاشرے میں کیا نقصان ہوتا ہے، ذرا غور سے سماعت فرمائیں۔ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِ الزِّنَا اِلَّا اُخِذُوْا بِالسَّنَةِ اس حدیث مبارکہ میں آپ نے دو باتیں ارشاد فرمائی ہیں، اور دونوں باتیں قابل غور ہیں، جس قوم میں زنا پھیل جاتا ہے، وہ قوم قحط سالی کے ساتھ پکڑی جاتی ہے، یہ زنا کی نحوست ہے، قحط سالی کا ہم یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ بارشیں نہ ہوں، زمین سے فصلیں نہ اگیں، یہ اس کا ظاہری سبب ہے، قحط کا یہ مطلب بھی ہوتا ہے کہ کوئی چیز نہ ملے، کہتے ہیں کہ ہماری زمین سونا اگلتی ہے، اب مجھے بتائیں، آج کسی کو اصلی گندم مل رہی ہے؟ کس کو اصلی چاول مل رہے ہیں؟ قحط پڑا ہوا ہے، جانور دودھ خالص دیتا ہے، کوئی بتائے کسی کو خالص دودھ مل رہا ہے؟ دو چار آدمیوں کو اگر مل جائے تو یہ مجموعے پر اثر انداز نہیں ہوتا، یہ قحط ہے، کسی شعبے میں آپ چلے جائیں آپ کو قحط نظر آئے گا، کپڑے والے کے پاس چلے جائیں، آپ کو ایک نمبر کا بتا کر تین نمبر کا دے گا، برتن والے کے پاس چلے جاؤ وہ بھی ایسا ہی کرے گا، کتابوں والے کے پاس چلے جائیں وہ بھی یہی کرے گا، یہ ہے قحط، جس میں ہم سب گرفتار ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ زمین سے کوئی چیز نہ اُگے تو ہی قحط ہوتا ہے، زمین سے سب کچھ اگ رہا ہے، لیکن آگے جو زنا معاشرے میں پھیلا ہوا ہے اس کی نحوست کی وجہ سے ان کے دل خراب ہو چکے ہیں اور مواخذہ آ چکا ہے، کسی کو صحیح چیز نہیں مل رہی، غلط چیزیں کھا کھا کر بیماریاں پھیل رہی ہیں، یہ بھی قحط ہی ہے۔

اسی حدیث مبارکہ میں جناب رسول اللہؐ نے جو دوسری بات ارشاد فرمائی، وہ بھی بڑی قابل غور ہے وَمَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِ الرِّشَاء اِلَّا اُخِذُوْا بِالرُّعْبِ آپ نے فرمایا جس قوم میں رشوت ظاہر ہو جاتی ہے، اس کا رواج ہو جاتا ہے تو وہ قوم رعب سے پکڑی جاتی ہے۔ دنیا میں ڈیڑھ ارب مسلمان ہیں، کوئی ہے ان میں ایسا جو دبدبے اور حوصلے والا ہو؟ ہر ایک دبا ہوا ہے، ہمارے مسلمان فساق حکمران بھی رعب و دبدبے میں ہیں اور سب کو اسی میں رکھا ہوا ہے، یہ رشوت کی نحوست ہے، کسی کا جائز کام بھی نہیں ہوتا، رشوت اتنی پھیل چکی ہے، چھوٹے فرد سے لے کر بڑے سے بڑے محکمے تک سب کو درجہ بدرجہ جا رہی ہے، تفصیلات میں جانے کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ضرورت نہیں ہے، یہ ہم رعب میں مبتلا ہیں۔

معاشرے کی اصلاح کا صحیح طریقہ

لہٰذا معاشرے سے زنا، قتل، رشوت اور سب برائیوں کو ختم کرنا چاہئے، یہ ختم تب ہوں گی جب ہم فرد سے شروع ہوں گے، اگر ہر آدمی یہ نیت کرلے کہ میں نے یہ کام نہیں کرنا تو یہاں کتنے آدمی ہیں، کتنی سوسائٹی بن جائے گی، یہ آدمی جا کر آگے ایک ایک دو دو مزید آدمیوں کو تیار کریں، وہ آگے مزید آدمیوں کو تیار کریں تو اس طرح معاشرہ صحیح ہوسکتا ہے، لیکن ہم اپنی ذمہ داریوں کی طرف بالکل بھی توجہ نہیں کرتے۔

زنا کے جدید اسباب

آج کے سائنسی دور میں جو موبائل آ گئے ہیں یہ بھی زنا کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب ہیں، خصوصاً جو ٹچ سسٹم والے ہیں، یہ تو سمجھو کہ ہر بچے اور بچی کے جیب میں زنا کا اڈہ پڑا ہوا ہے، والدین خود لے کر دیتے ہیں لیکن پھر ان بچوں اور بچیوں کی نگرانی نہیں کرتے کہ وہ اس میں کیا دیکھ رہے ہیں، یہی چیز جذبات کو بڑھکا کر برائیوں کے ارتکاب کی طرف لے جاتی ہے، ہمیں ان اسباب پر بھی غور کرنا چاہئے۔

سیکس ایجوکیشن

جو اہم بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چھوٹے بچے اور بچیاں، جن کے ساتھ ریپ اور قتل وقتال ہو رہا ہے، اس پر ایک سوال اٹھ رہا ہے کہ بچوں اور بچیوں کو سیکس ایجوکیشن دینی چاہئے، یہ میں آپ سے عرض کر دیتا ہوں، اگر ہماری قوم کے بڑے اس پر متفق ہو گئے ہیں تو پھر یاد رکھیں جو حشر ہماری نسل کا ہوگا، وہ یورپ کی نسل کا بھی نہیں ہے۔ بجائے اس کے کہ مجرموں کو پکڑیں، سزا دیں، معاشرے کو صاف کریں، یہ معصوم بچوں اور بچیوں کو سیکس کی تعلیم دینا چاہتے ہیں۔ بچوں اور بچیوں کی تربیت کا صحیح مقام تو ان کے والدین ہوتے ہیں، گھر میں ان کو سمجھایا جائے کہ جو تمہارے جاننے والے نہیں ہیں ان سے کوئی چیز نہ لیں، ان کے پاس نہ جائیں، یہ باتیں ان کو سمجھائی جائیں، ان کی اصل تعلیم گاہ ماں ہوتی ہے، باپ ہوتا ہے، گھر میں بہن بھائی ہوتے ہیں، اسکول اور کالج نہیں ہوتے، یورپ میں یہی ہو رہا ہے، سیکس ایجوکیشن دی جاتی ہے، وہاں جو بچے اور بچیاں اسکول اور کالج میں جاتے ہیں، ان کو وہاں سیکس ایجوکیشن کے نام پر آزادی سکھائی جاتی ہے، ان کے معاشرے میں اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میں نے ایک امریکی فلاسفر کا قول پڑھا جو بہت پرانا ہے، پاکستان بننے کے زمانے کا ہے، اس نے ایک دفعہ یہ کہا کہ یہاں ہمارے یورپی معاشرے میں بدکاری اتنی پھیل چکی ہے کہ پینتالیس لاکھ یا پینتالیس کروڑ کی آبادی میں وثوق کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پینتالیس آدمی بھی حلالی ہوں، اکثر بچوں کو پتہ ہی نہیں کہ ہمارے ماں باپ کون ہیں، نکاح کے بغیر جب یہ کام کیے جائیں گے تو یہ خرابیاں پیدا ہوں گی، انسان کا اخلاق، نسب، دین اور آخرت خراب ہوگی، دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اپنی اصلاح کی توفیق نصیب فرمائے۔

یہ اعلان کر رہے ہیں حج کی درخواستیں وصول ہو رہی ہیں، جن لوگوں پر حج فرض ہے ان کو کوشش کرنی چاہیئے اپنا فریضہ اداء کریں، بروقت اطلاع ہے اچھی بات ہے، اس کی کوشش کرنی چاہیئے۔

دعائیہ کلمات

محمود صاحب کا کچھ دن پہلے ایکسیڈنٹ ہوا ہے، پاؤں پر چوٹ لگی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ صحت کاملہ وعاجلہ نصیب فرمائے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ میرے دوست کی بیٹی لاہور ہسپتال میں زیر علاج ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں بھی صحت کاملہ وعاجلہ نصیب فرمائے۔ یہ کہہ رہے ہیں میرا بھتیجا جس کی عمر چار سال ہے، اس کے دماغ کا آپریشن ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ صحت کاملہ وعاجلہ نصیب فرمائے۔

ان کے علاوہ بھی جتنے مسلمان مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے جس جس قسم کی بیماری اور تکلیف میں مبتلا ہیں پروردگار سب کو صحت کاملہ وعاجلہ نصیب فرمائے، جو وفات پا چکے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ سب کی بخشش و مغفرت فرمائے، اللہ تبارک وتعالیٰ پوری ملت اسلامیہ کے حال پر رحم فرمائے، ہمارے ملک پاکستان کی حفاظت فرمائے اور ہمیں دین، شریعت اور فقہ اسلامی پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

سُبۡحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمۡدِكَ اَشۡهَدُ اَن لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنۡتَ اَسۡتَغۡفِرُكَ وَاَتُوۡبُ اِلَيۡكَ۔

(تاریخ خطبہ جمعۃ المبارک: ۱۹، جنوری ۲۰۱۸ء)

......☆......☆......☆......☆......

مولانا محمد طارق نعمان گڑنگی

قیدیوں کے حقوق و مراعات اور اسلامی نقطہ نظر

دین اسلام نے ہمیں زندگی کے تمام شعبوں کے بارے میں راہنمائی فراہم کی ہے۔عبادات ہوں یا معاملات، تجارت ہو یا سیاست، عدالت ہو یا قیادت، اسلام نے ان تمام امور کے بارے میں مکمل تعلیمات فراہم کی ہیں، اسلام کی یہی عالمگیریت اور روشن تعلیمات ہیں کہ جن کے سبب اسلام دنیا میں اس تیزی سے پھیلا کہ دنیا کا دوسرا کوئی بھی مذہب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا ہے، اسلامی تعلیمات نہ صرف آخرت میں چین وسکون کی راہیں کھولتی ہیں، بلکہ اس دنیوی زندگی میں اطمینان، سکون اور ترقی کی ضامن ہیں، اسلام کی اس بے پناہ مقبولیت کا ایک سبب مساوات ہے، جس سے صدیوں سے درماندہ لوگوں کو نئی زندگی ملی اور وہ مظلوم طبقہ جو ظالموں کے رحم وکرم پر تھا اسے اسلام کے دامن محبت میں پناہ ملی، اسلام نے جہاں اعلیٰ اخلاقیات کا حکم دیا ہے وہیں مجرموں اور قیدیوں کے حقوق بھی بیان کردیئے ہیں تاکہ کسی کے ساتھ کوئی ظلم نہ ہوسکے، دین اسلام نے انسان ہونے کے اعتبار سے قیدیوں کے ساتھ بھی حتی الامکان حسنِ سلوک روا رکھنے کا درس دیا، کیونکہ قیدیوں سے انسانیت باطل نہیں ہوگی۔

وما كان مِن خواصِ الآدمِيةِ فِي الرقِيقِ لا يبطل بل يبقى على اصلِ الحريةِ۔
(فتح القدیر:198/4)

ایک انسان کو انسان ہونے کی حیثیت سے جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے، اسے بہرحال فراہم کی جائیں گی، جیسے پیٹ بھر کھانا، پیاس بجھانے کے لیے پانی فراہم کرنا، تن ڈھانکنے کے لیے کپڑا مہیا کرنا وغیرہ۔لہٰذا قیدیوں کو بھوکا، پیاسا رکھنا، یا بے لباس کرنا جائز نہیں۔

قیدیوں کے ساتھ غیرانسانی حرکت

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کے قیدیوں کے بارے میں اپنے صحابہ کرامؓ کو ہدایت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا: انھیں خوش اسلوبی سے اور حسن سلوک سے قید کرو، انہیں آرام کا موقع دو، کھلاؤ، پلاؤ اور تلوار اور

اس دن کی گرمی دونوں کو یکجا مت کرو(الموسوعة الفقهية 4:/198) جن دنوں میں بنوقریظہ کے قیدیوں کو قید کیا گیا تھا، وہ گرمی کے ایام تھے، تپش زیادہ تھی، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص دن کی گرمی اور دھوپ میں قیلولہ کے لیے مواقع فراہم کرنے کی تاکید فرمائی؛ کیونکہ گرمی کے ایام میں قیدیوں کی گرمی کا خیال نہ رکھنا، انھیں دھوپ میں چھوڑ دینا، بلکہ آرام کا موقع نہ دینا بھی غیر انسانی حرکت ہے اور قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی حرکت جائز نہیں ،معلوم ہوا کہ قیدیوں کو الکٹرک شاٹ لگانا، قیدیوں پر کتے چھوڑنا، قیدیوں کو سخت ٹھنڈک میں برف کی سلوں پر ڈال دینا، حد سے زیادہ مار پیٹ کرنا، مسلسل جاگنے پر مجبور کرنا، یا ان کی جائے رہائش میں تیز روشنی یا تیز آواز کا انتظام کرنا، شرعا درست نہیں ہے۔

غیر انسانی فعل

قتل وغارت گری، چوری، زنا کاری، شراب نوشی، ظلم وزیادتی اور اس طرح کے دیگر جرائم یقیناً اسلام کی نظر میں بھی انتہائی شنیع اور قابل مذمت ہیں، ان کے مرتکبین سخت سے سخت سزا کے مستحق ہیں،لیکن شریعت نے اس کے بھی حدود متعین کیے ہیں اور ان میں اہم چیز انسانیت کا احترام ہے، ہر وہ سزا جس سے آدمیت کی توہین ہوتی ہو جائز نہیں ہے،اسیرانِ بدر میں ایک شخص سہیل بن عمرو تھا جو نہایت فصیح اللسان تھا اور عام مجمعوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تقریریں کیا کرتا تھا،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ!اس کے دو نیچے کے دانت اکھڑوا دیجئے کہ پھر اچھا نہ بول سکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اگر اس کے عضو بگاڑوں تو گو نبی ہوں؛ لیکن خدا اس کی جزا میں میرے اعضاء بھی بگاڑے گا۔(تاریخ طبری صفحہ 1344)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین آمیز کلمات کہنا یقیناً بڑا جرم ہے؛لیکن اس کے باوجود اس کے عوض میں دانت اکھاڑنے کی رائے قبول نہیں کی گئی، اس لیے کہ یہ مثلہ کے دائرے میں آتا ہے،اسی طرح دانت اکھاڑنے سے ایک عضو سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جاتا جو انسانی ضرورت ہے، اس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ قیدیوں کو اس طرح بے تحاشہ نہیں مارا جائے گا اور نہ کوئی ایسی سزا دی جائے گی جس کے سبب ان کا کوئی عضو شل اور ضائع ہو جائے یا ان کے کسی عضو کی منفعت ختم ہو جائے؛ کیوں کہ یہ غیر انسانی فعل اور رحم وکرم کے خلاف ہے۔

صحابہ کرامؓ کا قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک

اسلام میں حقوقِ انسانی اور بنیادی آزادی کے تحفظ کا مکمل لحاظ رکھا گیا ہے، غیر انسانی یا ذلت آمیز سلوک

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کی قطعاً گنجائش نہیں، آج کل دنیا کے مختلف ممالک میں قیدیوں کے ساتھ جو ناروا سلوک کیا جاتا ہے، وہ نامناسب، بلکہ ناجائز ہے، جیسے قیدیوں کو ٹارچر کرنا، تفتیش و تحقیق کے نام پر الٹا لٹکا دینا، ایسی جگہ قید کرنا، جہاں بیٹھنے، لیٹنے اور آرام کرنے کی گنجائش نہ ہو، بے لباس کرنا وغیرہ، ابوغریب جیل میں جو سزائیں دی جاتی ہیں، کون سا دل ہے جو ان سزاؤں کی کیفیت سن کر تڑپتا نہ ہو اور ان سزاؤں کی تصویر دیکھ کر رونگٹے کھڑے نہ ہوتے ہوں، دیگر شعبہ ہائے حیات کی طرح اس شعبے میں بھی اسلام نے عدل و احسان پر مبنی تعلیمات اور اصول پیش کیا ہے، اس سلسلے میں جنگِ بدر کے قیدیوں کے احوال پیش کیے جاسکتے ہیں، مشہور سیرت نگار علامہ شبلی نعمانی اسیرانِ بدر کے ساتھ صحابہ کرام کے سلوک کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

صحابہ کرامؓ نے ان کے ساتھ یہ برتاؤ کیا کہ ان کو کھانا کھلاتے تھے اور خود کھجور کھا کر رہ جاتے تھے، ان قیدیوں میں ابوعزیز بھی تھے جو حضرت مصعب بن عمیرؓ کے بھائی تھے، ان کا بیان ہے کہ مجھ کو جن انصاریوں نے اپنے گھر میں قید کر رکھا تھا، جب صبح یا شام کا کھانا لاتے تو روٹی میرے سامنے رکھ دیتے اور خود کھجوریں اٹھا لیتے ، مجھ کو شرم آتی اور میں روٹی ان کے ہاتھ میں دیتا، لیکن وہ ہاتھ بھی نہ لگاتے اور مجھ ہی کو واپس دیتے اور یہ اس بنا پر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کی تھی کہ قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ (سیرۃ النبی: 330/1)

قیدیوں کو ہتھکڑیاں، بیڑیاں لگانا اور زنجیروں سے جکڑنا

ایسے لوگ جو جنت میں جائیں گے، ان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ایک وصف یہ بھی بیان کیا کہ وہ لوگ قیدیوں کو کھانا کھلاتے تھے ارشاد باری ہے ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا (سورۃ الدھر، آیت 8) اور کھلاتے ہیں کھانا اس کی محبت پر محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو، قیدی سے مراد ظاہر ہے کہ وہ قیدی ہے جس کو اصولِ شرعیہ کے مطابق قید میں رکھا گیا ہو خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان مجرم، چوں کہ مجرم قیدیوں کو کھانا کھلانا حکومت کی ذمہ داری ہے، اگر کوئی شخص قیدیوں کو کھلاتا ہے تو گویا اسلامی بیت المال کی اعانت کرتا ہے بالخصوص ابتدائے اسلام میں جب کہ بیت المال کا کوئی منظم نظام نہیں تھا، اس لیے صحابہ کرام میں قیدیوں کو تقسیم کر کے ان کے کھانے پینے اور ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کی جاتی تھی۔

تاہم قرآن واحادیث سے قیدیوں کو زنجیروں سے جکڑنے، ہتھکڑیاں لگانے اور پاؤں میں بیڑیاں لگانے کی اجازت معلوم ہوتی ہے کہ مجرم کی شوکت ختم ہو جائے اور اس کے شر سے لوگ محفوظ رہیں، ارشاد باری ہے،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فاِذالقِیتم الذِین کفروا فضرب الرِقابِ حتی اِذا اثخنتموھم فشدو الوثاق

(سورہ محمد، آیت 4)

سو جب تمہارا مقابلہ کافروں سے ہو جائے تو ان کی گردنیں مار چلو، یہاں تک کہ جب ان کی خوب خونریزی کر چکو تو خوب مضبوط باندھ لو۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کا ایک دستہ قبیلہ نجد کی طرف روانہ فرمایا، ان لوگوں نے یمامہ کے رئیس ثمامہ بن اثال کو گرفتار کرلیا، ان کو مدینہ لے کر آئے اور مسجدِ نبوی کے ایک ستون سے اچھی طرح باندھ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی؛ بلکہ جب ان کے پاس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوتا تو سوال کرتے ماذا عِندك يا ثمامة؟

تمہارا میرے بارے میں کیا خیال ہے؟ ___ وہ جواب میں کہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں میرا اچھا اور بہتر خیال ہے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قتل کریں تو ایک واجب القتل کو قتل کریں گے اور اگر آپ چھوڑ دیں تو ایک شکر گذار شخص کو چھوڑیں گے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مال و دولت مطلوب ہے تو فرمایئے مال حاضر کردوں گا، ایمان قبول نہ کرنے کی بنیاد پر مصلحتاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین دن تک اسی طرح ستون میں بندھا ہوا رکھا اور یہی سوال و جواب ہوتا رہا، تیسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھوڑ دینے کی ہدایت دی، وہ قید سے آزاد ہوئے، دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ایمان کی الفت گھر کر چکی تھی، غسل کے بعد ایمان قبول کرلیا۔ (سنن ابی داؤد حدیث نمبر 2331)

اس زمانے میں باضابطہ کوئی قید خانہ نہیں تھا، قیدیوں کو اسی طرح باندھ کر بے بس کیا کرتے تھے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیدیوں کو باندھنا، ہتھکڑیاں پہنانا اور پاں میں بیڑیاں ڈالنا جائز ہے

اگر قیدیوں کے بھاگنے یا ان کے بے بس نہ ہونے کا اندیشہ ہو تو ان کو تصرفات سے روکنے کے لیے قید کرنے کے ساتھ آنکھوں پر پٹی باندھی جاسکتی ہے یا تنہا کسی مکان میں قید کیا جاسکتا ہے

قید کا اصل مقصد قیدیوں کو اپنے تصرفات اور شرارت سے روکنا ہے اور یہ چاہے جس طرح بھی حاصل ہو جائے، اس کے ساتھ معاملہ ویسا کیا جاسکتا ہے اور اس کے لیے تمام قیدیوں کو ان کے ذاتی حالات کے تناظر میں دیکھا جائے گا، ہر قیدی کا مزاج، قوت و طاقت اور منصوبے الگ الگ ہوتے ہیں، اگر کسی قیدی کے بارے میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اطمینان ہو کہ یہ نہیں بھاگے گا تو اسے ہتھکڑی یا بیڑی لگانے کی ضرورت نہیں اور اگر کوئی قیدی طاقتور ہو اور اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا ہو، فرار ہونے کا احتمال ہو تو اس کی آنکھوں پر پٹی بھی باندھی جا سکتی ہے، وغیرہ وغیرہ، غرضیکہ اصل مقصد قیدیوں کو زیر کرنا اور ان کی شوکت کو ختم کرنا ہے، اس کے لیے جیل میں ڈالنا ضروری نہیں، یہ مقصد جس طرح بھی حاصل ہو وہ قید شرعی میں داخل ہے۔

قیدیوں کو جسمانی اذیت دینا

سرکش قیدیوں کو معمولی جسمانی اذیت بھی دی جا سکتی ہے، اس کے جواز پر عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واقعے سے روشنی پڑتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے موقع پر قریش کے حالات معلوم کرنے کے لیے بعض صحابہ کو مامور کیا، ان حضرات نے ابوسفیان کے بارے میں معلومات اکٹھا کرنے کی غرض سے ایک غلام کو گرفتار کر لیا اور اس کی پٹائی بھی کرتے رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو غلام کی پٹائی پر کسی ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا؛ بلکہ فرمایا کہ غلام صحیح کہتا ہے، اس کو ابو سفیان کا علم نہیں۔ (ابوداؤد حدیث نمبر 2332)

لیکن یاد رہے کہ کوئی بات اقرار کرانے یا کسی جانکاری کے حصول کے لیے صرف معمولی ضرب ہی لگائی جا سکتی ہے، غیر انسانی مار، جیسے ضرب شدید، ٹارچر کرنا، کرنٹ لگانا وغیرہ کسی بھی صورت میں جائز نہیں، ایسے قیدیوں کو زیادہ سے زیادہ طویل عرصے تک کے لیے قید خانہ میں ڈالا جا سکتا ہے یا مصلحت دیکھی جائے اور شر وفساد زیادہ ہو تو قتل کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ باغیوں کے قتل کی اجازت ہے

قیدیوں کے بنیادی حقوق

اسلام انسانی حقوق اور بنیادی آزادی کے تحفظ کا پابند کرتا ہے اور کسی ایسے عمل کی اجازت نہیں دیتا جو حقوق انسانی اور بنیادی آزادی کو متاثر کرتا ہو، جیسے انسان کے زندہ رہنے کے لیے مناسب غذا، صاف پانی کی ضرورت ہے، قیدیوں کو اس سے محروم نہیں رکھا جائے گا، اسی طرح علاج ومعالجہ، حفظانِ صحت کے لیے ورزش وتفریح، بیوی سے جنسی تعلق وغیرہ ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کی انہیں مکمل اجازت ہوگی کہ یہ چیزیں انسانی حقوق میں داخل ہیں مذہبی امور میں بھی ان سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا، جس مذہب کو وہ مانتا ہے اس کی یا اس مذہب کے پیشواؤں اور کتابوں کی توہین نہیں کی جائے گی اور نہ دوسرے مذہب کے قبول کرنے پر انہیں مجبور کیا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جائے گا، مذہبی کتابوں کے مطالعہ، مذہبی تعلیمات کے مطابق غذا فراہم کرنا، دوسرے قیدیوں کے درمیان دعوتِ دین یہ سب مذہبی امور ہیں جو انسان کے بنیادی حقوق اور بنیادی آزادی میں شامل ہیں، کسی جرم کے سبب ان کے یہ حقوق ختم نہیں ہوں گے، یہی وجہ ہے کہ عام حالات میں مشرک سے اور ذمی ومستامن سے ان کے عقائد ومذہب سے تعرض کرنے سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، جب کہ شرک بہت بڑا جرم ہے، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے انسانی اور بنیادی حقوق سے کوئی تعرض نہیں فرمایا۔

بنیادی حقوق میں اخبارات پڑھنا، ریڈیو سننا، فون پر احباب واقارب سے گفتگو کرنا، دوسرے قیدیوں سے ملاقات، تعلیم اور ہنر سیکھنا بھی داخل ہے، ان حقوق سے انہیں محروم نہیں کیا جائے گا، البتہ فون پر بات چیت میں اگر اندیشہ ہو کہ اس کے ذریعے وہ سازش کر سکتا ہے تو اسے روک دیا جائے گا، ورنہ عام حالات میں اس کی اجازت ہوگی۔ قیدیوں کو قید خانہ سے فرار ہونے کے خوف سے نکلنے کی اجازت تو نہ ہوگی؛ البتہ فون پر بات چیت یا رشتہ داروں سے ملاقات سے نہیں روکا جائے گا، اسی طرح حکومت کو چاہیے کہ اخلاقی امور کی طرف بطور خاص توجہ دے، مثلاً مردوں اور عورتوں کو الگ الگ قید خانے میں رکھیں، تاکہ دونوں کے باہم اختلاط کے سبب مسائل پیدا نہ ہوں، اسی طرح بالغ اور نابالغ بچوں کے قید خانے بھی الگ کیے جائیں، تاکہ جنسی استحصال وہراسانی کی شکایت کا موقع نہ ہو، یہ تمام امور یعنی مذہبی امور، اخلاقی امور، عام سماجی حقوق جسمانی ضروریات وغیرہ انسانی حقوق میں شامل ہیں، جن کی فراہمی کی شریعت نے نہ صرف اجازت دی ہے، بلکہ مختلف نوعیّتوں سے ان کی تاکید کی گئی ہے؛ چونکہ انسان کو آزادی جیسی عظیم نعمت سے محروم رکھنا ہی ایک سخت سزا ہے، قید فی نفسہ بہت سے حقوق سے بے انتہا محرومی کا نام ہے، اس لیے شریعت نے مخصوص حالات ہی میں قید وبند کی سزا کی اجازت دی ہے جب یہ سزا دے دی گئی تو قیدیوں کے لیے یہی سزا کافی ہے، اب مزید حقوقِ انسانی یا بنیادی آزادی سے محروم رکھنے کی نہ ضرورت ہے اور نہ ہی یہ عمل شرعاً جائز ہے، لہٰذا اربابِ اقتدار کو چاہیے کہ وہ جیلوں کے انتظامات کو بہتر سے بہتر بنائیں اور قیدیوں کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم نہ رکھیں۔

......☆......☆......☆......☆......

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا قاری سعید احمد
صدر مدرس شعبہ تجوید جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھنے کی شرعی حیثیت

[قسط نمبر ۳]

آواز میں حسن پیدا کرنے کے ذرائع

اب سوال یہ ہے کہ آواز میں حسن پیدا کرنے کے لئے کون سے وسائل اختیار کئے جا سکتے ہیں تو اس کا جواب حدیثِ تغنّی میں موجود ہے۔ اس حدیث کے راوی ابن ابی ملیکۃ سے جب کہا گیا کہ بتایئے اگر آدمی طبعی طور پر خوش آواز نہیں ہے تو وہ کیا کرے؟ تو انہوں نے فرمایا: جس قدر ممکن ہو، آواز میں حسن پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اس حدیث سے یہ دلیل اخذ کی جا سکتی ہے کہ قاری قرآن کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی آواز کو خوب صورت بنانے کے لئے جو وسائل میسر ہوں، انہیں بقدرِ ضرورت کارگاہِ عمل میں لائے۔ ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ اس کے لئے قوانین نغمہ (قواعدِ موسیقی) اور وہ مناسب لہجے جو وہ خود اپنے لئے منتخب کرتا ہے یا استاد اس کے لئے منتخب کر دیتا ہے، ان کو سیکھنے کی مشق کرے لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ مقررہ حدود سے تجاوز نہ کرنے پائے اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ان الحان (لہجوں) کو ایسے استاد سے حاصل کرے جو اس سلسلے میں مہارتِ تامہ کا حامل ہو، نہ کہ موسیقاروں اور گلوکاروں سے، کیونکہ نبی نے فاسق وفاجر لوگوں کے الحان سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ دوسرا طریقہ تقلید اور محاکاۃ کا ہے جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ شاگرد دورانِ تعلیم اپنے استاد کی نقل اتارے یا پھر قاری منشاوی اور قاری عبدالباسط عبدالصمد جیسے بعض خوبصورت آواز اور متاثر کن لہجات کے حامل ماہرفن قراءِ کرام کی نقل اتارے۔

حدر میں طریقہ کار یہ ہے کہ وہ ماہر قراء کرام جو نمازِ تراویح میں اپنی خوبصورت آواز اور حسن ادائیگی سے دلوں پر رقت طاری کر دیتے ہیں، ان کی نقل اتاری جائے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اس طرح نقل اتارنے میں کوئی حرج ہے، بلکہ تعلیم اور تدریس کا ہمارا طویل تجربہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ آج اس کی شدید ضرورت ہے، خصوصاً ابتدائی طلبا کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لئے، یہاں تک کہ وہ اس فن میں مکمل مہارت حاصل کرلیں اور خوش آوازی اور ادائیگی حروف میں سلاست اور روانی کے لحاظ سے یکتائے روزگار بن جائیں۔

چنانچہ قراءت اور لحن میں تقلید اور نقل اتارنے کے جواز کے سلسلے میں بطورِ دلیل صرف دو احادیث پیش کرنے پر اکتفا کروں گا:

1۔ پہلی حدیث صحیح بخاری میں عبداللہ بن مغفل سے مروی ہے، اس میں یہ ذکر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ فتح یا اس کی بعض آیات کو ترنم کے ساتھ دہرا دہرا کر پڑھتے تھے۔ وجہ دلیل اس میں راوی معاویہ بن قرۃ کے یہ الفاظ ہیں: لو شئت أن أحكى لكم قرأة النبى صلى الله عليه وسلم لفعلت (بخاری: حدیث ۴۸۳۵) "اگر میں تمہارے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کی نقل کرنا چاہوں تو کرسکتا ہوں۔" (فتح: ۸/۵۸۳)

صحیح بخاری میں یہ الفاظ بھی ہیں: لولا أن يجتمع الناس لرجّعت كما رجّع ابن مغفل، يحكى النبى (حدیث: ۷۵۴۰) "اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ ہجوم کی شکل میں جمع ہوجائیں گے تو میں قراءت کو اسی طرح ترنم کے ساتھ بار بار دہراتا (ترجیع کرتا) جس طرح ابن مغفل نے نبی کی نقل کرتے ہوئے آپ کی قراءت کو دہرا دہرا کر پڑھا تھا۔"

ابوعبید کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: لو لا أن يجتمع الناس لأخذت لكم فى ذلك الصوت أو قال اللحن (فضائل القرآن: ق ۱۵، جرمن مخطوطہ) "اگر مجھے لوگوں کے ہجوم کی شکل میں جمع ہوجانے کا ڈر نہ ہوتا تو میں تمہارے سامنے اسی آواز یا اسی طرز (لحن) میں پڑھتا۔"

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ عبداللہ بن مغفل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز کی تقلید کی۔ اسی طرح تابعی معاویہ بن قرۃ نے بھی ایسا کرنے کا ارادہ کیا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ قراتِ قرآن میں نقل اتارنا جائز ہے۔

2۔ دوسری دلیل حضرت سعد بن ابی وقاص کی صحیح حدیث ہے جس میں قرآن کو پُر درد اور پُر سوز آواز سے پڑھنے کی ترغیب ہے۔ (دیکھئے اس مقالہ کا صفحہ ۳ اور ۸)

واقعہ یہ ہے کہ نبی جب کسی فضیلت پر اُبھارتے تو سب سے پہلے خود اس پر عمل کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی جب ترنم اور خوش الحانی سے قرآن پڑھتے تو خود بھی روتے اور دوسروں کو بھی رُلاتے۔ اسی طرح صحابہ کرام آپ کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نقل کرتے اور اسی لحن (طرز) پر قرآن پڑھتے تھےجس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آواز کا پرسوز اور پر درد ہونا بھی ایک لحن ہے۔اس کی دلیل حضرت ابو ہریرہ کا وہ اثر ہے جس کا ذکر ہم پہلے بھی کر چکے ہیں کہ ابو ہریرہ نے ایک سورۃ کی تلاوت کی اور اس قدر غمزدہ ہوئے گویا کسی عزیز کی موت کی خبر سن لی ہو۔ابن حجر فتح الباری (۹/۷۰) میں فرماتے ہیں کہ ابوداود نے اس حدیث کو سند حسن سے روایت کیا ہے۔

کیا یہ تمام دلائل قاری قرآن کو یہ جواز مہیا نہیں کرتے کہ وہ خوش الحانی میں نبی کی نقل اتارے؟ کیا اس دلیل کے بعد کہ صحابہ کرام پیغمبر کے لحن کی نقل کرتے تھے،کسی مزید دلیل کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟

صحابہ کرام جو نبی کی ہر ہر ادا پر عمل کرنے کے بہت شائق تھے،کیا وہ آپ کے لحن کی اقتدا میں حریص نہیں ہوں گے؟ جب ایک شاگرد اپنے استاد کی آواز،اس کے لحن اور ادائیگی حروف میں نقل کر سکتا ہے تو کیا ہم اس بارے میں معلم اوّل امام العالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا اور نقل نہ کریں۔واللہ أعلم

نوٹ

۱۔ یہ روایت ابوعمر زاذان (تابعی،صدوق) اور اوس بن ضمعج سے مروی ہے اور حدیث میں یہ زیادتی ان لوگوں کے دعویٰ کی نفی کرتی ہے جو کہتے ہیں کہ حدیث:زینوا القرآن باصواتکم مقلوب (تبدیل شدہ) ہے اور اصل حدیث یوں ہے:زینوا اصوأتکم بالقرآن یا أحسنوا أصواتکم بالقرآن

"اپنی آوازوں کو قرآن سے حسن بخشو یا اپنی آوازوں کو قرآن سے خوبصورتی عطا کرو۔"

گویا ان کے بقول یہ حدیث اہل عرب کے قول عرضت الحوض علی الناقۃ (تالاب اونٹنی پر پیش کیا گیا) کی قبیل سے ہے۔(تذکار:ص۱۱۴)

اگر ہم ان کی بات کو درست بھی مان لیں تو تب بھی ہم اس حدیث سے وہی کچھ مراد لیں گے جو حدیث لیس منا من لم یتغن بالقرآن سے مراد لیا تھا جس میں قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اس صورت میں زینوا (سابقہ حاشیہ) أصواتکم بالقرآن کا معنی یہی ہوگا کہ قرآن کو پڑھتے ہوئے خوش آوازی سے پڑھو۔یوں سمجھئے کہ خوبصورت آواز اور قرآن دونوں گویا ایک خوبصورت زیور ہیں جو ایک دوسرے کو زینت اور حسن بخشتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ خوبصورت آواز تلاوتِ قرآن میں ایسا حسن اور جادو پیدا کر دیتی ہے کہ قرآن دلوں میں اترتا چلا جاتا ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

امام ابن جزریؒ اپنے مقدمہ میں تجوید کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وھو ایضا حلیة التلاوة وزینة الاداء والقراءة "قرآن کو تجوید کے ساتھ پڑھنا بھی تلاوت کا زیور اور تلفظ کو حسن اور زینت بخشتا ہے۔"

جہاں تک حضرت براءؓ کی حدیث کی صحت وضعف کا تعلق ہے تو یہ حدیث صحیح ہے۔ چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ کی سند کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ سند جید ہے اور اس حدیث کے راوی عبدالرحمٰن بن عوسجہ کو امام نسائی اور ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے۔

ازدی سے روایت ہے کہ یحییٰ بن سعد قطان نے کہا:"میں نے عبدالرحمٰن بن عوسجہ کے متعلق مدینہ منورہ کے علما سے سوال کیا تو میں نے کسی سے بھی اس کی تعریف نہیں سنی۔"

ابوعبید قاسمؒ بن سلام فرماتے ہیں کہ ہمیں یحییٰ بن سعید نے شعبہ سے بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا "مجھے ایوب سجستانی نے حدیث زینوا القرآن باصواتکم کو بیان کرنے سے منع فرمایا تھا۔"

ابوعبیدؒ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں ایوب نے اس لئے حدیث بیان کرنے سے منع کیا تھا کہ لوگ اس حدیث کو بنیاد بنا کر طرح طرح کی سروں کے لئے رخصت پیدا کرلیں گے۔ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: اس کے بعد شعبہؒ نے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ حدیث جس طرح اسے بیان کی گئی تھی، آگے بیان کردی۔ اگر اس حدیث کو، اس خوف سے بیان کرنا چھوڑ دیا جاتا کہ باطل پرست اس کی تاویل سے غلط فائدہ اٹھائیں گے تو آج ہم ایک مسنون عمل سے محروم ہوجاتے۔لوگوں نے تو قرآن کی متعدد آیات کو بھی تاویل وتحریف کی بھینٹ چڑھا کرانہیں ان کے اصل مفہوم سے پھیر دیا ہے تو کیا ان کی تاویل کے خوف سے اب قرآن کو بھی پڑھنا پڑھانا چھوڑ دیا جائے۔

۲۔ یہ تمام روایات بقیہ کے طریق سے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ

حدثنی حصین بن مالك قال: سمعت شیخا یکنی ابا محمد یحدث عن حذیفة

امام فسویؒ المعرفۃ والتاریخ:۲/۴۸۰ میں بقیہؒ کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ اہل افریقہ میں سے ہے۔اور اس سے صرف ایک حدیث مروی ہے۔امام ذہبی 'میزان' (۵۳۳/۱) میں 'حصین بن مالک' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے روایت کرنے میں 'بقیہ' منفرد ہے جو ناقابل اعتبار راوی ہے لہٰذا یہ خبر 'منکر' ہے۔اس کے منکر ہونے کی حقیقی وجہ یہ نہیں بلکہ اصل وجہ ابومحمد کا مجہول ہونا ہے۔اس کے باوجود اس حدیث کا متن قابل اعتبار ہے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کیونکہ متعدد روایات اسکے ثبوت پر شاہد ہیں۔

۳۔ ابن حجر عسقلانیؒ قرآن کو الحان کے ساتھ پڑھنے کے بارے میں علماء کے اختلاف کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ اختلاف اس صورت میں ہے جب مخارجِ حروف میں کوئی فرق نہ پڑے۔ اگر اس سے حروف کے مخارج متاثر ہوتے ہیں تو اس صورت میں امام نووی اپنی کتاب 'التبیان' میں فرماتے ہیں کہ علما کا اس کی حرمت پر اجماع ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں:

"علماء کرام فرماتے ہیں کہ قراءت میں آواز کو خوبصورت بنانا اور اس میں ترنم پیدا کرنا مستحب ہے بشرطیکہ قاری قواعد تجوید کی پوری پوری پابندی کرے۔ لیکن اگر الحان کے ساتھ پڑھتے ہوئے کھینچ کر پڑھنے سے کسی حرف کو زیادہ بڑھا دیا یا کسی حرف کو مخفی کر دیا (یعنی لحن جلی کا ارتکاب کیا) تو اس طرح الحان کے ساتھ پڑھنا حرام ہے۔"

الحان (لب ولہجہ، ترنم) کے ساتھ قراءت کرنے کے بارے میں امام شافعیؒ ایک جگہ تو اسے مکروہ قرار دیتے ہیں اور دوسری جگہ کہتے ہیں کہ میں اسے مکروہ نہیں سمجھتا۔ چنانچہ اصحابِ شافعی اس تضاد کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان دونوں اقوال میں قدرے تفصیل ہے، وہ یہ کہ "اگر قاری لفظ کو کھینچتے ہوئے اس قدر افراط سے کام لے کہ حد سے تجاوز کر جائے تو ایسا کرنا امام شافعی کے نزدیک مکروہ ہے، لیکن اگر وہ لفظ کو کھینچنے میں حدِ اعتدال سے تجاوز نہیں کرتا تو تب ان کے نزدیک ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے۔"

۴۔ اس کی تمام اسانید میں ایک راوی اسماعیل بن سیف ہے جو ضعیف ہے۔

۵۔ اس کی سند میں ایک راوی ابن لہیعہ ضعیف ہے۔

۶۔ ہمارے خیال میں مکمل طور پر اس دروازہ کو بند کر کے قرآن کو الحان سے پڑھنے کی حرمت کا فتویٰ دینا مناسب نہ ہوگا۔ خصوصاً اس دور میں جبکہ شیطانی گانوں اور موسیقی کا سیلاب لوگوں کی اکثریت کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ اب جبکہ علما اس کے آگے بند باندھنے سے بے بس نظر آتے ہیں، یہ عقلمندی نہیں ہوگی کہ وہ ایک ایسی شرعی گنجائش کو بھی ترک کر دیں جسے شارعِ کریم عزوجل نے جائز قرار دیا ہے۔

الحان کے ساتھ قراءت کے مسئلہ میں زیادہ سختی اور اسے قراء کے لئے حرام قرار دینے کا ہمارے ہاں نتیجہ یہ نکلا ہے کہ حفاظِ کرام نے تلاوت میں ترنم اور خوبصورتی پیدا کرنے کی کوشش چھوڑ دی ہے، جس کی وجہ سے ان کی آواز بجائے لوگوں کے دلوں میں رقت پیدا کرنے، تھکاوٹ اور بوریت کا سبب بن گئی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ اس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مسئلہ میں سختی نے ایک اور سختی کو جنم دیا ہے کہ بعض طلباءِ علم نے قواعد ادا اور تجوید کے قواعد کو 'بدعت' کہنا شروع کر دیا ہے۔ فیا للعجب!

☆ کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ قاری، قرآن کریم کو ترنم سے پڑھے تو یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اس میں نغمگی اور قواعدِ موسیقی کو دخل نہ ہو بلکہ لازماً دانستہ یا نادانستہ اس میں کوئی نہ کوئی نغمہ اور قاعدہ موسیقی پایا جائے گا۔

جامعہ نصرۃ العلوم کے اعزازات

(۱) ۷ اکتوبر ۲۰۲۲ء کو لاہور الحمراء ہال میں محکمہ مذہبی امور و اوقاف اور یوتھ فیئر ز اینڈ سپورٹس پنجاب کے زیر اہتمام آل پنجاب مقابلہ حسن قراءت منعقد ہوا، جس میں پورے پنجاب سے تقریباً ۵۰ کے قریب طلباء نے حصہ لیا، اس مقابلہ میں اول پوزیشن جامعہ نصرۃ العلوم کے شعبہ قراءات سبعہ عشرہ کے فاضل قاری وقاص الحسینی اور دوسری پوزیشن شعبہ قراءات سبعہ سال اول کے متعلم قاری اسامہ اکرم نے حاصل کر کے اپنے مادر علمی کا نام روشن کیا، الحمدللہ

(۲) ۱۲ اکتوبر ۲۰۲۲ء کو ادارۃ الحسنات انٹرنیشنل کے زیر اہتمام ڈویژن گوجرانوالہ کی سطح پر مکی مسجد نزد ڈیوڑھا پھاٹک گوجرانوالہ میں ایک بین المدارس تقریری مقابلہ منعقد ہوا، جس میں مختلف مدارس کے کثیر طلباء نے حصہ لیا، اس مقابلہ میں جامعہ نصرۃ العلوم کے دورہ حدیث شریف کے طالب علم محمد عثمان صفدر نے ''آمد مصطفیٰ ؐ'' کے موضوع پر تقریر کی اور اول پوزیشن حاصل کر کے ادارہ کا نام روشن کیا، فالحمدللہ کثیرا علی ذالک

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

محمد واجد معاویہ

نبی الرحمت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت محسن انسانیت

کائناتِ رنگ و بو نے جب سے لبادِ وجود اوڑھا ہے تب سے یہ محسنِ انسانیت، رحمت اللعلمین پیغمبر کے احسانات کے بحرِ عمیق میں مستغرق ہے، کیوں کہ محسنِ انسانیت کے احسانات نہ صرف دائرہ انسانیت تک محدود ہیں بلکہ صفحۂ کائنات کے طول و عرض میں پھیلی ہزاروں مخلوقات کے رنگا رنگ عالموں کا وجود بھی آپ ہی کی مرہون منت ہے۔ اور ان احسانات سے ان عالموں کی سیرابی نہ صرف ابوالبشر سے لے کر طلوعِ صبحِ قیامت تک مقیّد ہے بلکہ ''یوم لا ظل الا ظله''میں بھی محسن کائنات کے احسانات کی بارشیں نسل انسانی کی حیاتِ نو کی تعمیر کا سبب بنیں گی۔ آپ سراپۂ رحمت ہونے کے ساتھ ساتھ سراپائے احسان بھی تھے کیونکہ کہ آپؐ کے احسانات ہر عام و خاص کو محیط تھے۔

چنانچہ عالم انسانیت کے فرد اول حضرت آدم سے لے کر بنی اسرائیل کے آخری آفتاب نبوت حضرت عیسٰی علیہ السلام تک تمام انبیاء نے رحمتِ خداوندی کی توجہ حاصل کرنے اور اللہ کے غصے سے پناہ مانگنے میں اکثر و بیشتر نبی آخر الزمان کو وسیلہ بنایا۔ سابقہ امم اور باشندگان عرب پر جب بھی غضب خداوندی کی آندھیاں چلیں تو انہوں نے محبوب خدا ہی کے طفیل ان آندھیوں سے اللہ کی امان مانگی۔

پھر آپ کی بعثت کے ساتھ ان احسانات میں مزید دوبالگی آئی۔ مولانا فضل الہادی الہزاروی فرماتے ہیں کہ "عرب قوم میں اخلاقی بگاڑ، شراب و جواسمیت باہمی قتل و غارت اور جاہلیت کے علاوہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے اور عورتوں کی آبروریزی جیسے کینسر موجود تھے جنہیں اس قوم سے دور کرنے میں پیغمبر اسلام نے اہم کردار ادا کیا"۔

اسی اجمال کو تفصیلی سانچے میں ڈھال کر جائزہ لینے سے واضح ہوتا ہے کہ وہ عرب قوم جو صدیوں سے باہمی خانہ جنگی کے سبب ایک دوسرے کے خون میں غوطہ زن ہوتی چلی آ رہی تھی اور ایک دوسرے کی کھوپڑیاں محفلوں میں بطور جام کے استعمال کی جاتی تھیں، جن میں جہالت کی تاریکیاں و دھند چاروں اطراف پھیلی ہوئی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تھیں، انسانیت جن کے ہاتھوں صفحہ کائنات پر سسک رہی تھی، عورت ذات کی آبروریزی جنکا شب و روز کا مشغلہ تھا، معصوم بچیوں کو زیر زمین کرنا جن کا عام وطیرہ تھا، ان پر جب محسنِ انسانیت کے احسانات کے بادل برسے تو سسکتی ہوئی انسانیت نے تازہ کونپل کی طرح حیاتِ نو کا سر اٹھایا، خون کے پیاسوں نے باہمی اخوت و محبت سے پیاس بجھائی، عورت ذات نے قوم کے روند ڈالنے والے قدموں سے نکل کر اپنے پاؤں میں جنت سجا کر اسلام میں وہ مقام پایا کہ اغیار آج تک ایڑھیاں اٹھا اٹھا کر اس کی عزت وعظمت کا مشاہدہ کرنے اور حیرت کی انگلیاں زیرِ دانت دبانے میں مصروف عمل ہیں۔

آپؐ کے احسانات کی اس بارش نے عرب قوم سے ظلم وجور کو جب دھوڈالا تو وہ اپنے دامن جھاڑ کر پیغمبر کے لائے ہوئے نظام حیات میں داخل ہوگئے اور حیاتِ نو کی ایسی تعمیر ڈالی کہ بعد والی انسانیت کے لیے اساس اور معیار بن گئے۔ زندہ درگور ہونے والی ننی کلیاں محسنِ انسانیت کے احسانات کے باعث اپنے والدین اور جہنم کے درمیان سیسہ پلائی دیوار بن گئیں۔

آپؐ کے احسانات نے نہ صرف اپنوں اور غیروں کو اپنی آغوش میں لیا بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ ان سے سیراب ہوا، دشمنوں پر رسولِ خدا کے احسانات دیکھئے کہ قریش مکہ نے جب آپ پر آپ کی جدی پشتی سرزمین تنگ کر دی اور ظلم وتشدد کی ہر حد پار کر دی تو وہ خواجہ بطحا سرزمین مکہ کو الوداع کہہ کر مدینہ تشریف لے آئے، لیکن کفار مکہ کے پیٹوں کی مروڑیں پھر بھی کم نہ ہوئیں۔ چنانچہ یہاں پر بھی ایک طرف سے مختلف قبائل کئی سمتوں سے مدینہ پر دھاوا بولنے کے لیے سر اٹھانے لگے اور دوسری طرف سے قریش کے تین بڑے حملوں کے بعد ہر وقت مزید حملوں کے خطرات سر پر منڈلاتے نظر آنے لگے، اور اندرون مدینہ میں یہود ومنافقین کے مذہبی، اخلاقی اور منافقانہ چالوں کے جال بھی بچھ گئے، آئے روز کبھی حاکمِ مدینہ کے قتل کے در پہ ہوتے اور کبھی ان کے پروردہ اصحاب پر طعن وتشنیع کے تیر سیدھے کر لیتے۔ بیرونِ مدینہ کا دوسرا رُخ یہ تھا کہ باہر سے آنے والے تجارتی قافلوں کی حفاظت اور دشمنوں کے ناپاک ارادوں سے سلطنت اسلامیہ کو آگاہی کی خاطر اکثر وبیشتر مدینہ سے فوجی دستوں کی ترسیل وتشکیل کا سلسلہ رواں دواں رہتا، گویا مدینے کی زندگی فوجی کیمپ کی حیات کی مانند بن گئی۔

اس کے باوجود آپ کے جود واحسان کا عالم یہ تھا کہ ایسے ایمرجنسی حالات میں بھی محسنِ انسانیت نے نہ تو باشندگانِ مدینہ پر کوئی ہنگامی آرڈیننس جاری کیا، نہ ہی کوئی جابرانہ قانون نافذ کیا اور نا ہی عبداللہ ابن ابی جیسے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

زہریلے سانپوں کا سر کچلا۔

بلکہ اپنی سلطنت کے باشندوں کو اپنے کنبے کی مانند سنبھالنے کے ساتھ ساتھ دشمنوں کے لیے بھی اپنے رحم و احسانات کے دروازے کھولے رکھے۔

یہاں تک دشمنوں کے قیدیوں کی کراہیں آپ کے مبارک گوشوں تک پہنچتیں تو آپ کی نیندیں اڑنے لگتیں، تب آپؐ انہیں اپنے احسانات کے جام پلائے بغیر خدِ آرام تک نہ رکھتے۔ قبیلہ بنو ہوازن کے چھ ہزار قیدی ایک اپیل پر رہا کر دیتے ہیں۔ وہی اہل مکہ جنھوں نے پیغمبر کائنات کی مخالفت میں ایڑھی چوٹی کا زور لگایا اور آپ سے معاشرتی وسوشل بائیکاٹ کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ آپ کے قتل کے لیے ننگی تلواریں لہراتے ہوئے دشت وصحرا کی خاک چھانتے رہے۔

لیکن جب ان پر قحط سالی مسلط ہوئی تو اسی محسنِ کائنات نے مدینہ سے امدادی رسد جاری کروادی اور غرباء کے لیے نقدیوں کے تحائف بھیجے۔ فتح مکہ کے وقت جب آپ فاتحانہ شان سے اپنی آبائی سرزمین میں داخل ہونے لگے تو آپ "لا تثریب علیکم الیوم" کا پھریرا اڑاتے ہوئے داخل ہوئے۔ ان کے دل میں انسانیت کی محبت کارفرما تھی اور لبوں پر معافی کا ورد جاری تھا۔

ابو سفیان آپ کے سب سے بڑے حریف رہے اور اس کی بیوی "ھندہ" نے آپ کے سگے چچا "حضرت حمزہ" کا کلیجہ تک چبایا اور "وحشی بن حرب" نے اپنا نیزہ حضرت حمزہ کے جسم کے آر پار کیا، حضرت خالد بن ولید اور ان جیسے کئی لیڈر آپ کی مخالف سمت میں طوفانِ مسلسل بنے رہے۔ لیکن جب انہوں نے امن طلب کیا تو آپ نے انہیں نہ صرف امن دیا بلکہ معافی کا سرٹیفکیٹ عطا فرما کر اپنے اصحاب کی صف میں کھڑا کر دیا۔

آپ کے ان عظیم احسانات کی منظرکشی کرتے ہوئے نعیم صدیقی "محسن انسانیت" میں لکھتے ہیں "حضور کے سینے میں جو خدا کی محبت کارفرما تھی اسی کا دوسرا روپ یہ تھا کہ حضور انسانیت سے گہری محبت رکھتے تھے۔

پیغمبر اکرم کے اپنی امت پر احسانات کا اندازہ کیجئے کہ دن کے اجالوں میں عرب کے تپتے صحراؤں اور آگ اُگلتی ہوئی گرمی میں اونٹ کی کوہان پر، اور سطحِ ارض پر چھائی ہوئی رات کی تاریکیوں میں وہ مسیحائے کل جہاں مصلے کی پشت پر امت کے غم میں رب کے حضور کھڑے تھکتے ہی نہیں۔

آپ کے احسانات کی بارشیں صرف عالم دنیا میں نہیں برسیں بلکہ میدان محشر میں جب "یوم یفر المرء

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

من اخیه و امه وابیه و صاحبته و بنیه " کا دور دورہ ہوگا اور بابائے بشر سے لے کر مسیحائے بنی اسرائیل تک سارے پیغمبر بھی جب "نفسی نفسی" سے رطب اللساں ہوں گے تب بھی وہ رحمتِ کون ومکاں سایائے عرش میں "یارب امتی امتی" کی صدا بلند فرما رہے ہوں گے۔

آپ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں جہاں صفا پہاڑی پر "أیھا الناس" کے نقطہ آغاز سے لے کر "وانذر عشیرتك الاقربین " اور "فاصدع بما تؤمر " کے مراحل طے کرتے ہوئے "بلغ ما انزل الیك من ربك" کو عملی جامہ پہنانے تک امت کو راہ ہدایت پر گامزن کر کے احسانِ عظیم کیا تو وہیں پر آپ کے احسانات کا دوسرا روپ غزوۂ ابواء سے لے کر غزوۂ تبوک تک ستائیس مرتبہ اپنی جان ومال اور اصحاب سمیت میدان کارزار میں آپ کی جلوہ گری کی صورت میں نظر آیا۔

اور آپ کی رحلت کے بعد بھی آپ کے احسانات "وما کان اللّٰہ لیعذبھم وأنت فیھم " کے اصول کے تحت ساری امت کے لیے قہر خداوندی کے سامنے ڈھال بنے ہوئے ہیں۔

(۱) جاپان نے کابل میں اپنی سفارتی سرگرمیاں بحال کرنے اور امارت اسلامی افغانستان کے ساتھ تعلقات کا آغاز کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو بہت خوش آئند ہے اور مسلم حکومتوں کیلئے ایک گائیڈ لائن کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۲) قرآن کریم غور وفکر اور تدبر کی دعوت دیتا ہے اور فقہ واجتہاد اسلام کے بنیادی اصولوں میں شامل ہیں، لیکن عقل کو حکمران کی نہیں بلکہ معاون کی حیثیت دی گئی ہے، تاریخ گواہ ہے کہ عقل کبھی حکمران نہیں رہی، وہ جب وحی الٰہی کی معاون نہیں بنتی تو اسے طاقت یا خواہشات کی چاکری کرنا پڑتی ہے۔

حضرت مولانا زاهدالراشدی صاحب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تعلیم میں سختی اور نرمی کی ضرورت!

حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ

ایک کامیاب معلّم کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ اس میں اپنے اپنے موقع پر سختی اور نرمی دونوں ہوں، وہ ایک جراح ہے جس کے ایک ہاتھ میں نشتر ہو جس سے زخم کو چیر کر کے فاسد مواد کو باہر نکال دے، اور دوسرے ہاتھ میں مرہم ہو جس سے زخم میں ٹھنڈ پڑ جائے اور تندرست گوشت اور چمڑے کی پرورش ہو، اگر کسی جراح کے پاس ان دونوں میں سے صرف ایک ہی چیز ہو تو وہ نہ زخم کو پاک کر سکتا ہے اور نہ فاسد گوشت پوست کی جگہ تندرست گوشت پوست پیدا کر سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمِ اخلاق کے طریقوں پر غور کی ایک نظر ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تعلیم میں سختی اور نرمی کے موقع ومحل کو خوب پہچانتے تھے اور اس پر عمل فرماتے تھے ،حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آپؐ نے کبھی اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ نہیں لیا مگر یہ کہ کوئی شریعت کے حدود کو توڑے تو اس کو سزا دیتے تھے۔

قریش کی ایک بیوی چوری کے جرم میں پکڑی گئیں، بعض مسلمانوں نے ان کی سفارش کرنی چاہی تو آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے کی قومیں اسی لئے تباہ ہوئیں کہ جب ان میں معمولی لوگ گناہ کرتے تھے تو ان کو سزا دیتی تھیں اور جب بڑے لوگ کرتے تھے تو ان کے حکام ٹال جاتے تھے۔

یہ تو سختی کی مثالیں ہیں، نرمی کی مثال یہ ہے کہ ایک دفعہ مسجد نبویؐ میں ایک بدوی آیا، اتفاق سے اس کو استنجے کی ضرورت معلوم ہوئی، تو وہ وہیں ہی مسجد کے صحن میں بیٹھ گیا، صحابہؓ یہ دیکھ کر چاروں طرف سے اس کو مارنے کو دوڑے، آپؐ نے روکا اور فرمایا کہ تم سختی کے لیے نہیں بلکہ نرمی کے لیے بھیجے گئے ہو، اس کے بعد اس بدوی کو بلا کر فرمایا کہ یہ عبادت کے گھر ہیں، یہ نجاست کے لیے موزوں نہیں، یہ خدا کی یاد اور نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے ہیں، پھر لوگوں سے فرمایا کہ اس پر پانی بہا دو۔ (سیرۃ النبیؐ، جلد ششم ص ۱۶۹)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com